بدھ 26/ اکتوبر 2022ء | 29/ ربیع الاول 1444 ہجری قمری | 26/ اخاء 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:232

ارشاد باری تعالیٰ

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۳۴﴾

(حٰم السجدہ: 34)

ترجمہ: بات کہنے میں اس سے بہتر کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجا لائے اور کہے کہ میں یقینا کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

اپنی طرف کھینچے کے لئے، ایک کشش پیدا کرنے کے لئے کہ لوگ آپ کی طرف کھینچے چلے آئیں فرمایا کہ سچے مومن بنو گے جوتمہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیئے ہیں ان کو بجا لانے کی کوشش کرو گے تب اللہ تعالیٰ کی مدد بھی شامل حال رہے گی اور لوگوں پر بھی اثر ہو گا۔ اب دیکھیں کہ عیسائی پادری تبلیغ کرتے ہیں اکثر و بیشتر ایسے ہمدرد بن کے اپنی طرف مائل کر رہے ہوتے ہیں کہ لوگوں کو ان کی طرف رجحان ہو جاتا ہے۔ خاص طور پر افریقہ میں بڑی ہمدردی سے لوگوں کے ساتھ پیش آ رہے ہوتے ہیں۔ دل میں جو مرضی ہو یہ تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے لیکن ظاہری طور پر گاؤں میں جا کے ہمدردی کر رہے ہوتے ہیں، ان کی ضروریات کو پورا کر رہے ہوتے ہیں، ان کو پیغام پہنچا رہے ہوتے ہیں اور یہ سب کچھ وہ ایک جھوٹے مقصد کے لئے کر رہے ہیں جبکہ اصل سچائی ہمارے پاس ہے۔ ہمیں تو اس طرف بہت زیادہ توجہ دینی چاہئے تا کہ انسانیت کو تباہی سے بچایا جا سکے۔

(خطبہ جمعہ 4/ جون 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- نگارِ صبح کی امید میں پگھلتے ہوئے (منظوم)
- احکام خداوندی
- دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)
- واقعہ افک - تاریخ کے آئینہ میں
- معلّمینِ وقف جدید کے لئے مشعلِ راہ
- حضرت صاحبزادہ مرزا انس احمد مرحوم کی یاد میں
- تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے
- سو سال قبل کا الفضل

فرمانِ رسولؐ

حضرت سہل بن سعدؓ روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت علیؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ بخدا! تیرے ذریعے ایک آدمی کا ہدایت پا جانا، تیرے لئے اعلیٰ درجہ کے سرخ اونٹوں کے مل جانے سے زیادہ بہتر ہے۔

(مسلم کتاب فضائل الصحابہ۔ باب فضائل علی بن ابی طالب)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی نیک کام کی سنت کو جاری کرتا ہے تو اس کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا کہ ثواب اس پر عمل کرنے والے کو ملتا ہے اور ان کے ثواب میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوتا اور جو شخص کسی برائی کی سنت کو جاری کرتا ہے تو اس کو بھی اس قدر گناہ ہوتا ہے جس قدر اس برائی کرنے والے کو ہوتا ہے۔

(مسلم کتاب العلم۔ باب من سن حسنة او سیئة)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

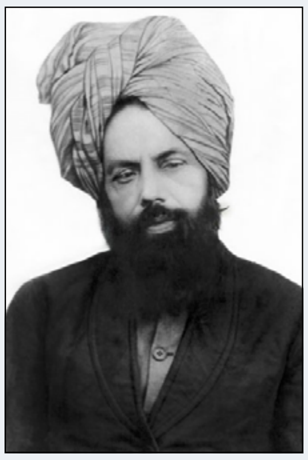

عمر بڑھانے کا نسخہ

- انسان اگر چاہتا ہے کہ اپنی عمر بڑھائے اور لمبی عمر پائے تو اس کو چاہئے کہ جہاں تک ہو سکے، خالص دین کے واسطے اپنی عمر کو وقف کرے۔ یہ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ سے دھوکا نہیں چلتا۔ جو اللہ تعالیٰ کو دغا دیتا ہے وہ یاد رکھے کہ اپنے نفس کو دھوکا دیتا ہے وہ اس کی پاداش میں ہلاک ہو جاوے گا۔

پس عمر بڑھانے کا اس سے بہتر کوئی نسخہ نہیں ہے کہ انسان خلوص اور وفاداری کے ساتھ اعلائے کلمۃ الاسلام میں مصروف ہو جاوے اور خدمت دین میں لگ جاوے اور آج کل یہ نسخہ بہت ہی کارگر ہے کیونکہ دین کو آج ایسے مخلص خادموں کی ضرورت ہے۔ اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر عمر کا کوئی ذمہ دار نہیں ہے، یہ یونہی چلی جاتی ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 563 ایڈیشن 1988ء)

حوالہ دینے میں احتیاط

مکرمہ فائقہ بشریٰ (جو الفضل کے لئے پروف اور کمپوزنگ کی خدمت بجالاتی ہیں) قارئین سے درخواست کرتی ہیں۔

مضمون نگار حوالہ جات لکھتے ہوئے خاص احتیاط برتا کریں۔ حوالہ کی اصل کتاب سے تصدیق کر لیا کریں اور حوالہ مکمل لکھا کریں کیونکہ الفضل میں شائع مضامین جماعتی تاریخ کا حصہ ہیں اور تاریخ کو صحیح طرح محفوظ کرنے کے لئے حوالوں کا درست ہونا ضروری ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ کو من وعن بالکل اسی طرح لکھا جائے، مختصر کرنے کے لئے اپنے الفاظ میں نہ لکھا جائے، اگر اندر سے کچھ حصہ یا جملہ چھوڑنا ہو تو ''۔۔۔'' لگا کر پھر شروع کیا جائے اور ایڈیشن بھی ساتھ لکھا جائے۔

بعض لوگ ''ایضاً صفحہ۔۔۔'' یا صرف صفحہ نمبر لکھ دیتے ہیں۔ ارشاد کے ساتھ پورا حوالہ لکھا کریں۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

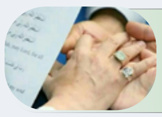

دربارِ خلافت

سود اور انٹرسٹ میں فرق

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ آن لائن ملاقات میں ایک خادم کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

’’پچھلی دفعہ ایک سوال ہوا تھا کہ جو بینک سے loan لیتے ہیں یا بینکنگ سسٹم ہے یا brokerage ہے یہ جائز ہے یا نہیں۔ اس کا جواب تو میں نے دیا تھا۔لیکن نیوز میں اس کے آخری حصے کا جواب نہیں آیا تھا۔ اس لیے کہ مجھے خود بھی کچھ اس پر تسلی نہیں تھی۔ میں نے کہا مزید تحقیق ہو جائے اور بعض لوگوں نے لکھا بھی کہ اگر یہ brokerage منع ہے تو پھر ہم اپنا بزنس ختم کر دیتے ہیں۔ انہوں نے اچھا اخلاص دکھایا۔تو بہر حال اس کے بارے میں مَیں بتادوں کہ یہ جو کمیشن لینے والی بات ہے اس میں کیونکہ آپ ڈائریکٹ interest نہیں لے رہے۔ اس لیے یہ جائز ہے کمیشن لے رہے ہیں۔ یہ لینا جائز ہے اور حضرت مسیح موعودؑ نے بھی جائز فرمایا ہے۔مثلاً جو منی ایکسچینج والے ہیں، وہ بھی جو زائد کمیشن لیتے ہیں، حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا وہ بھی جائز ہے یہ سود نہیں ہے۔ اسی طرح کوئی بھی ایسا کاروبار جس میں directly آپ involve نہیں ہیں سود میں، وہ سود نہیں ہے۔ باقی میں نے پچھلی دفعہ بھی بتایا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ یہ سارا نظام بالکل اپ سیٹ ہو چکا ہے، زیر و زبر ہو چکا ہے، نئے اجتہاد کی ضرورت ہے۔ اگر اس طرح باریکی میں جاکر دیکھنے لگیں تو پھر بینک کی نوکری بھی جائز نہیں ہوسکتی۔ پھر آج کل جو ساری انڈسٹری ہے سارے کاروبار ہیں۔ وہ جو سارے اکنامک سسٹم پر چل رہے ہیں۔ وہ سارا ہی base interest ہے۔تو پھر آپ کپڑے بھی نہیں پہن سکتے، پرانے لوگوں کی طرح پتے باندھ کے ہی پھرنا پڑے گا۔ اس لیے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے سارا نظام ہی آج کل کیونکہ اپ سیٹ ہو چکا ہے اور ویسے بھی directly involved نہیں ہے، جائز ہے۔ میں نے پچھلی دفعہ بھی مثال دی تھی کہ اگر کوئی اپنی چیز کی زیادہ قیمت مقرر کرتا ہے کہ بعد میں پیسے دینے ہیں تو یہ بھی جائز ہے۔ بلکہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ سے پوچھا گیا کہ جو شراب وغیرہ کے بزنس میں نوکری کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ لائسنس ہے یا نہیں۔ فرمایا تم نوکری کر رہے ہو تم براہ راست شراب نہیں بیچ رہے۔ گورنمنٹ کی نوکری ہے، صرف یہ چیک کر رہے ہو کہ اس کے مطابق وہ بیچ رہا ہے یا نہیں۔ تو اس لیے اس میں کوئی حرج نہیں۔ بہرحال حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ کوشش یہی کرنی چاہیے کہ اگر اس سے بھی بہتر نوکری مل جائے جس میں کسی طرح بھی involvement نہ ہو تو ٹھیک ہے۔ بلکہ حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ سے کسی نے سوال کیا کہ میں ایک سردار صاحب کے ہاں ملازمت کرتا ہوں۔ جو سود کا کاروبار کرتا ہے۔ سود پر پیسے دیتا ہے اور اس کا حساب میں رکھتا ہوں۔ تو کیا یہ جائز ہے؟ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے تم نوکری کر رہے ہو تمہارے لیے جائز ہے۔ اس لیے brokerage والا جو commission agent ہے اس کے لیے یہ جائز ہے۔ اگر آپ کسی سے سود وصول کر رہے ہو تو وہ ناجائز ہے اور یہ صرف آسٹریلیا میں نہیں دنیا میں ہر جگہ ہو رہا ہے۔ تو آپ کمیشن ایجنٹ والا کام کر سکتے ہیں کیونکہ آپ اپنی سروس کی محنت لے رہے ہیں۔ ہاں بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ بعض لوگ مجبور ہوتے ہیں ان کو loan چاہیے ہوتا ہے اور جو loan دینے والی ایجنسیاں ہیں، lending agencies وہ (lend) نہیں کرتیں، تو جو بیچ میں broker ہوتا ہے وہ کام کروا دیتا ہے۔ وہ دیکھ لیتا ہے کہ بندہ مجبور ہے تو اگر اس کی فیس 100 روپیہ ہے، 100 پاؤنڈ ہے یا 100 ڈالر ہے۔ تو 500 یا 1000 ڈالر لیتا ہے تو وہ فائدہ نہیں اٹھانا چاہیے۔ ہاں مدد کے لیے جو فیس آپ نے مقرر کی ہوئی ہے وہی رکھیں۔ یہ نہیں ہے کہ کوئی مجبور آدمی دیکھا تو اس کو ایکسٹرا چارج کرنا شروع کر دیا۔ اس کے علاوہ broker والا کام جائز ہے اور جس نے سوال کیا تھا اس کو بھی بتادیں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن 30/ ستمبر 2022ء)

نگارِ صبح کی امید میں پگھلتے ہوئے

نگار صبح کی امید میں پگھلتے ہوئے
چراغ خود کو نہیں دیکھتا ہے جلتے ہوئے

وہ حسن اس کا بیاں کیا کرے جو دیکھتا ہو
ہر اک ادا کے کئی قد نئے نکلتے ہوئے

وہ موجِ میکدۂ رنگ ہے بدن اس کا
کہ ہیں تلاطمِ مئے سے سبو اچھلتے ہوئے

تو ذرہ ذرہ اس عالم کا ہے زلیخا صفت
چلے جو دشتِ بلا میں کوئی سنبھلتے ہوئے

یہ روح کھنچی چلی جا رہی ہے کس کی طرف
یہ پاؤں کیوں نہیں تھکتے ہمارے چلتے ہوئے

اسی کے نام کی خوشبو سے سانس چلتی رہے
اسی کا نام زباں پہ ہو دم نکلتے ہوئے

خیال و خواب کے کیا کیا نہ سلسلے نکلے
چراغ جلتے ہوئے آفتاب ڈھلتے ہوئے

اندھیرے ہیں یہاں سورج کے نام پر روشن
اجالوں سے یہاں دیکھے ہیں لوگ جلتے ہوئے

اتار ان میں کوئی اپنی روشنی یارب
کہ لوگ تھک گئے ظلمت سے اب بہلتے ہوئے

وہ آ رہے ہیں زمانے کہ تم بھی دیکھو گے
خدا کے ہاتھ سے انسان کو بدلتے ہوئے

وہ صبح ہو گی تو فرعون پھر نہ گزریں گے
دلوں کو روندتے انسان کو مسلتے ہوئے

عبید اللہ علیم۔مرحوم

صبیحہ محمود۔ جرمنی

احکام خداوندی

اللہ کے احکام کی حفاظت کرو۔ (الحدیث)

قسط 59

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے بند کرتا ہے۔‘‘

(کشتی نوح)

جہاد (حصہ اوّل)

’’قرآن میں صاف حکم ہے کہ دین کے پھیلانے کے لئے تلوار مت اٹھاؤ اور دین کی ذاتی خوبیوں کو پیش کرو اور نیک نمونوں سے اپنی طرف کھینچو اور یہ مت خیال کرو کہ ابتداء میں تلوار کا حکم ہوا۔‘‘

(حضرت مسیح موعودؑ)

جہاد کا حکم

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ

(الحج:79)

اور اللہ کے تعلق میں جہاد کرو جیسا کہ اس کے جہاد کا حق ہے۔

وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

(المائدہ:36)

اور اس کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو۔

اللہ کی خاطر اموال اور جان کے ساتھ جہاد کرنا

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

(التوبہ:41)

نکل کھڑے ہو ہلکے بھی اور بھاری بھی اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرو۔ یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

جہاد رضائے الٰہی کے لئے ہو، منافقت مدِ نظر نہ ہو

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۖ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَاۤ اَخْفَيْتُمْ وَمَاۤ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ

(الممتحنۃ:2)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! میرے دشمن اور اپنے دشمن کو کبھی دوست نہ بناؤ۔ تم ان کی طرف محبت کے پیغام بھیجتے ہو جبکہ وہ حق کا، جو تمہارے پاس آیا، انکار کر چکے ہیں۔ وہ رسول کو اور تمہیں (وطن سے) نکالتے ہیں محض اس لئے کہ تم اپنے ربّ، اللہ پر ایمان لے آئے۔ اگر تم میرے رستے میں اور میری ہی رضا چاہتے ہوئے جہاد پر نکلے ہو اور ساتھ ہی انہیں محبت کے خفیہ پیغام بھی بھیج رہے ہو جبکہ میں سب سے زیادہ جانتا ہوں جو تم چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہو (تو تمہارا یہ اِخفاء عبث ہے) اور جو بھی تم میں سے ایسا کرے تو وہ سیدھی راہ سے بھٹک چکا ہے۔

جہاد نفس ہی کو فائدہ دیتا ہے

وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ

(العنکبوت:7)

اور جو جہاد کرے تو وہ اپنی ہی خاطر جہاد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ تمام جہانوں سے مستغنی ہے۔

دولت مندوں کا جہاد سے فرار

وَاِذَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ

(التوبہ:86)

اور جب بھی کوئی سورت اُتاری جاتی ہے کہ اللہ پر ایمان لے آؤ اور اس کے رسول کے ساتھ شامل ہو کر جہاد کرو تو ان میں سے دولت مند تجھ سے رخصت چاہتے ہیں اور کہتے ہیں ہمیں چھوڑ تا کہ ہم بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ ہو جائیں۔

اغنیاء جن پر جہاد فرض ہو چکا ہے ان کی گرفت کا ذکر

اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ

(التوبہ:93)

پکڑ کا جواز تو صرف اُن لوگوں کے خلاف ہے جو تجھ سے اجازت مانگتے ہیں حالانکہ وہ دولت مند ہیں۔ وہ اس بات پر راضی ہو گئے کہ وہ پیچھے بیٹھ رہ جانے والی عورتوں کے ساتھ ہو جائیں اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی۔ پس وہ کوئی علم نہیں رکھتے۔

عمداً پیچھے رہنے والے اغنیاء کا کوئی عذر قابل قبول نہ ہو گا

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ؕ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ رِجْسٌ ۫ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ

(التوبہ:94-96)

وہ تم سے معذرتیں کریں گے جب تم اُن کی طرف واپس آؤ گے۔ تو کہہ دے کوئی عذر پیش نہ کرو۔ ہم ہرگز تم پر اعتبار نہیں کریں گے۔ اللہ نے ہمیں تمہارے حالات سے باخبر کر دیا ہے اور اللہ یقیناً تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے اسی طرح اُس کا رسول بھی۔ پھر (ایسا ہوگا کہ) تم غیب اور حاضر کا علم رکھنے والے کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ پس وہ تمہیں اس کی خبر دے گا جو تم کیا کرتے تھے۔ وہ یقیناً تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے جب تم ان کی طرف لوٹو گے تا کہ تم ان سے اِعراض کرو۔ پس (بے شک) ان سے اِعراض کرو۔ وہ بہرحال ناپاک ہیں اور اُن کا ٹھکانا جہنم ہے اُس کی جزا کے طور پر جو وہ کسب کرتے تھے۔ وہ تمہارے سامنے قسمیں کھائیں گے تا کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ۔ پس اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ تو اللہ بدکردار لوگوں سے ہرگز راضی نہیں ہوتا۔

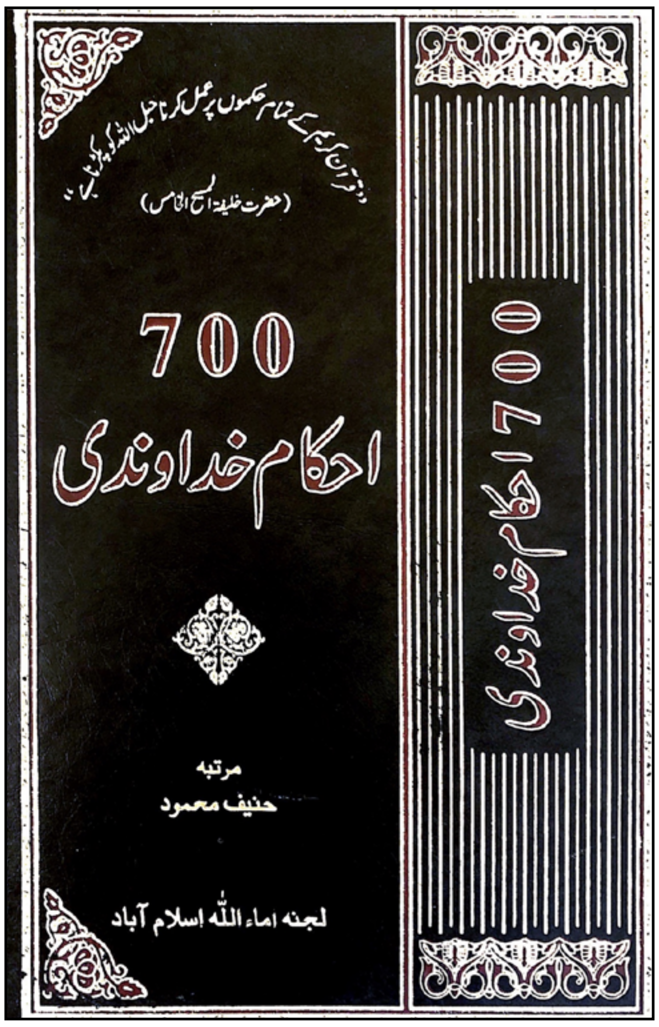

اہل مدینہ اور بادیہ نشین کو پیچھے نہ رہنے کا حکم

مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ

(التوبہ:120)

اہل مدینہ کے لئے اور ان کے اردگرد بسنے والے بادیہ نشینوں کے لئے جائز نہ تھا کہ اللہ کے رسول کو چھوڑ کر پیچھے رہ جاتے، اور نہ ہی یہ مناسب تھا کہ اس کی ذات کے مقابل پر اپنے آپ کو پسند کر لیتے۔ (یہ نفوس کی قربانی لازم تھی) کیونکہ حقیقت یہی ہے کہ انہیں اللہ کی راہ میں کوئی پیاس اور کوئی مشقت اور کوئی بھوک کی مصیبت نہیں پہنچتی اور نہ ہی وہ ایسے رستوں پر چلتے ہیں جن پر (ان کا) چلنا کفار کو غصہ دلاتا ہے اور نہ ہی وہ دشمن سے (دوران قتال) کچھ حاصل کرتے ہیں مگر ضرور اس کے بدلے ان کے حق میں ایک نیک عمل لکھ دیا جاتا ہے۔ اللہ احسان کرنے والوں کا اجر ہرگز ضائع نہیں کرتا۔

کمزور، مریض اور زادِراہ نہ رکھنے والے مؤمنوں کو جہاد سے رخصت

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

(التوبہ:91)

نہ کمزوروں پر حرج ہے اور نہ مریضوں پر اور نہ اُن لوگوں پر جو (اپنے پاس) خرچ کرنے کے لئے کچھ نہیں پاتے بشرطیکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے مخلص ہوں۔ احسان کرنے والوں پر مؤاخذہ کا کوئی جواز نہیں اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(700 احکام خداوندی از حنیف احمد محمود صفحہ 441-447)

حسنیٰ مقبول احمد۔ امریکہ

دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)

قسط 50

دعا اس وقت تک اثر نہیں کرسکتی جب تک انسان پورا اور کامل پرہیز گار نہ ہو

جتنے بھی بزرگ اور اولیاء گزرے ہیں وہ سب مجاہدات اور ریاضات میں اپنے اوقات گزارتے تھے۔ دیکھو باوا فرید صاحب اور جتنے بھی اولیاء اور ابدال گزرے ہیں یہ سب گروہ ایک وقت تک خاص ریاضات اور مجاہدات شاقہ کرنے کی وجہ سے ان مدارج پر پہنچے ہیں اور ان لوگوں نے بڑی سختی سے اور پورے طور سے اتباع سنت کی ہے جب جا کر ان کی مشیخت، ننگ و ناموس اور خواہ نخواہ کی کبریائی نکلی اور وہ گویا کہ سوئی کے ناکے میں سے ہو کر نکلے ہیں جس سے ہمیشہ ایسے لوگ نکلا کرتے ہیں جب جا کر کہیں ان لوگوں کو یہ حالتیں نصیب ہوئی ہیں۔ دعائیں بھی انہی لوگوں کی قبول ہوتی ہیں۔ ورنہ دیکھو جس طرح سے ایک حکیم کی دوائی بجز پرہیز کرنے کے مؤثر نہیں ہوتی اسی طرح سے دعا کی قبولیت کا بھی یہی راز ہے۔ دعا کچھ اثر نہیں کرسکتی جب تک انسان پورا اور کامل پرہیز گار نہ ہو۔

(ملفوظات جلد 10صفحہ 208 ایڈیشن 1984ء)

حقیقی راحت اور تسلی ہر وقت دل ہی دل میں دعائیں کرنے والوں کو ملتی ہے

علم طب یونانیوں سے مسلمانوں کے ہاتھ آیا مگر مسلمان چونکہ موحد اور خدا پرست قوم تھی انہوں نے اسی واسطے اپنے نسخوں پر ھوالشافی لکھنا شروع کر دیا۔ ہم نے اطباء کے حالات پڑھے ہیں۔ علاج الامراض میں مشکل امر تشخیص کو لکھا ہے۔ پس جو شخص تشخیص مرض میں ہی غلطی کرے گا وہ علاج میں بھی غلطی کرے گا کیونکہ بعض امراض ایسے اَدَق اور باریک ہوتے ہیں کہ انسان ان کو سمجھ ہی نہیں سکتا۔ پس مسلمان اطباء نے ایسی دقتوں کے واسطے لکھا ہے کہ دعاؤں سے کام لے۔ مریض سے سچی ہمدردی اور اخلاص کی وجہ سے اگر انسان پوری توجہ اور درد دل سے دعا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر مرض کی اصلیت کھول دے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ سے کوئی غیب مخفی نہیں۔

پس یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ سے الگ ہو کر صرف اپنے علم اور تجربہ کی بناء پر جتنا بڑا دعویٰ کرے گا اتنی ہی بڑی شکست کھائے گا۔ مسلمانوں کو توحید کا فخر ہے۔ توحید سے مراد صرف زبانی توحید کا اقرار نہیں بلکہ اصل یہ ہے کہ عملی رنگ میں حقیقتاً اپنے کاروبار میں اس امر کا ثبوت دے دو کہ واقعی تم موحد ہو اور توحید ہی تمہارا شیوہ ہے۔ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ ہر ایک امر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس واسطے مسلمان خوشی کے وقت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور غمی اور ماتم کے وقت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ کہہ کر ثابت کرتا ہے کہ واقع میں اس کا ہر کام میں مرجع صرف خدا ہی ہے۔ جو لوگ خدا تعالیٰ سے الگ ہو کر زندگی کا کوئی حظ اٹھانا چاہتے ہیں وہ یاد رکھیں کہ ان کی زندگی بہت ہی تلخ ہے کیونکہ حقیقی تسلی اور اطمینان بجز خدا میں محو ہونے اور خدا کو ہی ہر کام کا مرجع ہونے کے حاصل ہو سکتا ہی نہیں۔ ایسے لوگوں کی زندگی تو بہائم کی زندگی ہوتی ہے اور وہ تسلی یافتہ نہیں ہو سکتے۔ حقیقی راحت اور تسلی انہیں لوگوں کو دی جاتی ہے جو خدا سے الگ نہیں ہوتے اور خدا تعالیٰ سے ہر وقت دل ہی دل میں دعائیں کرتے رہتے ہیں۔

(ملفوظات جلد 10صفحہ 346-345 ایڈیشن 1984ء)

بڑے بڑے عظیم الشان کاموں کی کنجی صرف دعا ہی ہے

میں تو یہاں تک بھی کہتا ہوں کہ اس بات سے مت رکو کہ نماز میں اپنی زبان میں دعائیں کرو۔ بیشک اردو میں، پنجابی میں، انگریزی میں جو جس کی زبان ہو اُسی میں دعا کرلے۔ مگر ہاں یہ ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام کو اسی طرح پڑھو۔ اس میں اپنی طرف سے کچھ دخل مت دو۔ اس کو اِسی طرح پڑھو اور معنی سمجھنے کی کوشش کرو۔ اِسی طرح ماثورہ دعاؤں کا بھی اسی زبان میں التزام رکھو۔ قرآن اور ماثورہ دعاؤں کے بعد جو چاہو خدا تعالیٰ سے مانگو اور جس زبان میں چاہو مانگو۔ وہ سب زبانیں جانتا ہے۔ سنتا ہے قبول کرتا ہے۔

اگر تم اپنی نماز کو باحلاوت اور پُر ذوق بنانا چاہتے ہو تو ضروری ہے کہ اپنی زبان میں کچھ نہ کچھ دعائیں کرو۔ مگر اکثر یہی دیکھا گیا ہے کہ نمازیں تو ٹکریں مار کر پوری کر لی جاتی ہیں۔ پھر لگتے ہیں دعائیں کرنے۔ نماز تو ایک ناحق کا ٹیکس ہوتا ہے۔ اگر کچھ اخلاص ہوتا ہے تو نماز کے بعد میں ہوتا ہے۔ یہ نہیں سمجھتے کہ نماز خود دعا کا نام ہے جو بڑے عجز، انکسار، خلوص اور اضطراب سے مانگی جاتی ہے۔ بڑے بڑے عظیم الشان کاموں کی کنجی صرف دعا ہی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل کے دروازے کھولنے کا پہلا مرحلہ دعا ہی ہے۔

نماز کو رسم اور عادت کے رنگ میں پڑھنا مفید نہیں بلکہ ایسے نمازیوں پر تو خود خدا تعالیٰ نے لعنت اور ویل بھیجا ہے چہ جائیکہ ان کی نماز کو قبولیت کا شرف حاصل ہو۔ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ (الماعون:5) خود خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ یہ ان نمازیوں کے حق میں ہے جو نماز کی حقیقت سے اور اس کے مطالب سے بے خبر ہیں۔ صحابہؓ تو خود عربی زبان رکھتے تھے اور اس کی حقیقت کو خوب سمجھتے تھے مگر ہمارے واسطے یہ ضروری ہے کہ اس کے معانی سمجھیں اور اپنی نماز میں اس طرح حلاوت پیدا کریں۔ مگر ان لوگوں نے تو ایسا سمجھ لیا ہے جیسے کہ دوسرا نبی آ گیا ہے اور اس نے گویا نماز کو منسوخ ہی کر دیا ہے۔ دیکھو خدا تعالیٰ کا اس میں فائدہ نہیں بلکہ خود انسان ہی کا اس میں بھلا ہے کہ اس کو خدا تعالیٰ کی حضوری کا موقع دیا جاتا ہے اور عرض معروض کرنے کی عزت عطا کی جاتی ہے جس سے یہ بہت سی مشکلات سے نجات پا سکتا ہے۔ میں حیران ہوں کہ وہ لوگ کیونکر زندگی بسر کرتے ہیں جن کا دن بھی گزر جاتا ہے اور رات بھی گزر جاتی ہے مگر وہ نہیں جانتے کہ ان کا کوئی خدا بھی ہے۔ یاد رکھو کہ ایسا انسان آج بھی ہلاک ہوا اور کل بھی۔

میں ایک ضروری نصیحت کرتا ہوں کاش لوگوں کے دل میں پڑ جاوے۔ دیکھو عمر گزری جارہی ہے غفلت کو چھوڑ دو اور تضرع اختیار کرو۔ اکیلے ہو ہو کر خدا تعالیٰ سے دعا کرو کہ خدا ایمان کو سلامت رکھے اور تم پر وہ راضی اور خوش ہو جائے۔

(ملفوظات جلد 10صفحہ 413-411 ایڈیشن 1984ء)

احسان کے درجہ سے بھی آگے بڑھو

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ احسان کے درجہ سے بھی آگے بڑھو اور ایتاء ذی القربٰی کے مرتبہ تک ترقی کرو اور خلق اللہ سے بغیر کسی اجر یا نفع و خدمت کے خیال کے طبعی اور فطری جوش سے نیکی کرو۔ تمہاری خلق اللہ سے ایسی نیکی ہو کہ اس میں تصنع اور بناوٹ ہرگز نہ ہو۔ ایک دوسرے موقع پر یوں فرمایا ہے لَا نُرِیْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا (الدھر:2) یعنی خدا رسیدہ اور اعلیٰ ترقیات پر پہنچے ہوئے انسان کا یہ قاعدہ ہے کہ اس کی نیکی خالصًا للہ ہوتی ہے اور اس کے دل میں یہ خیال بھی نہیں ہوتا کہ اس کے واسطے دعا کی جاوے یا اس کا شکریہ ادا کیا جاوے نیکی محض اس جوش کے تقاضا سے کرتا ہے جو ہمدردی بنی نوع انسان کے واسطے اس کے دل میں رکھا گیا ہے۔ ایسی پاک تعلیم نہ ہم نے توریت میں دیکھی ہے اور نہ انجیل میں۔ ورق ورق کرکے ہم نے پڑھا ہے مگر ایسی پاک اور مکمل تعلیم کا نام و نشان نہیں۔

(ملفوظات جلد 10صفحہ 417-416 ایڈیشن 1984ء)

ابو مصور خان

واقعہ افک - تاریخ کے آئینہ میں

قسط اول

مدینہ سے آٹھ منزل کی دوری پر ایک قبیلہ بنومصطلق آباد تھا۔ جس کے سردار کا نام حارث بن ضرار تھا اور یہ قبیلہ مسلسل قریش کے ساتھ مل کر مدینہ اور مدینہ کے مسلمانوں کے خلاف سازشیں کر رہا تھا اور جنگوں میں قریش کی حمایت میں رہتا تھا۔ 6ہجری میں یہ اطلاعات جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملیں کہ یہ قبیلہ مدینہ پر لشکر کشی کی تیاری کر رہا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک لشکر لے کر شعبان 6ہجری میں بنومصطلق کی خبر لینے کے لئے روانہ ہوئے۔ اس غزوہ کو غزوۂ بنومصطلق کہاجاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبرسن کر بنومصطلق کا سردار تو اپنے ساتھیوں سمیت بھاگ گیا لیکن اس قبیلے کے قریب پہنچ کر مریسیع کے چشمہ پر مسلمانوں کا مقابلہ ایک پارٹی نے کیا جس میں دشمنوں کے 10افراد مارے گئے اور سات سو کے قریب قیدی ہوئے، اس کے علاوہ بہت سے مال مویشی کے طور پر جو مال غنیمت ہاتھ آیا۔ اسی چشمہ کے نام کی وجہ سے اس غزوہ کو غزوۂ مریسیع بھی کہاجاتا ہے۔

جنگ کے اعتبار سے تو یہ مختصر سی جنگ سمجھی جاتی ہے۔ لیکن اس مہم میں بعض ایسے اہم ترین واقعات ہوئے کہ جو اسلامی تاریخ کے نمایاں ترین اور ہمیشہ یاد رکھے جانے والے واقعات کی فہرست میں شمار ہونے لگے۔ آیت تیمم بھی اسی سفرمیں نازل ہوئی۔ (علامہ ابن حجر فتح الباری کتاب التیمّم میں یہی بیان فرماتے ہیں) پھر اسی غزوہ کے نتیجہ میں قبیلہ بنومصطلق کے سردار کی بیٹی حضرت جویریہؓ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی ہوئی اور سارا قبیلہ بعد میں مسلمان بھی ہوگیا۔ لیکن اسی سفر کے دو اور ایسے واقعات ہیں کہ جو منافقین کی کھلم کھلا سرگرمیوں پر روشنی ڈالتے ہیں۔

دراصل اس مہم میں منافقین کی ایک بہت بڑی تعداد شامل ہوئی تھی اور شاید ہی اس سے پہلے یا اس کے بعد اتنی تعداد میں منافق کسی مہم میں شامل ہوئے ہوں۔ اس سے پہلے جنگ اُحد میں جب مسلمانوں کا ایک ہزار کا لشکر مدینہ سے کفار کا مقابلہ کرنے کے لئے نکلا تو راستے سے ہی منافقین کا سردار عبداللہ بن ابی اپنے تین سو ساتھیوں کے ساتھ اس لشکر سے واپس لوٹ آیا اور یوں ایک ہزار کی بجائے سات سو کا لشکر رہ گیا اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ منافقین ایک منصوبہ بندی کے تحت شامل لشکر ہوئے تھے اور مقصد یہ تھا کہ اس طرح سے جب اچانک راستہ میں الگ ہوں گے تو باقی مسلمانوں کا دل بیٹھ جائے گا اور شاید وہ دوسرے مسلمانوں کے حوصلے پست کرنے میں کامیاب ہوجائیں گے۔ منافقین کا سارا زور اسی طرح کی سازشوں میں صرف ہوتا رہتا تھا کہ وہ کیا کیا طریق ہو سکتے ہیں کہ خاص طور پر مدینہ والوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بدظن کیا جائے اور ایسے حالات پیدا کئے جائیں کہ اہل مدینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین صحابہ سے منہ موڑ لیں اور یہ لوگ مدینہ سے چلے جائیں۔ کیونکہ عبداللہ بن ابی وہ شخص تھا کہ جس کو مدینہ کا والی اور بادشاہ بنائے جانے کا فیصلہ ہوچکا تھا یہاں تک کہ بادشاہی کا تاج اس کے سر پر رکھنے کی تمام ترتیاریاں مکمل ہوچکی تھیں کہ حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لے آئے اور جس کے نتیجہ میں اہل مدینہ کے رخ اس رُخِ انور کی طرف متوجہ ہوگئے اور روحانی سربراہی کے ساتھ ساتھ انتظامی سربراہی اور بادشاہی بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوگئی اور عبداللہ بن ابی کا بادشاہی کا تاج سر پر سجانے کا خواب چکنا چور ہوگیا اور یہ وہ حسد تھا، حسد کی وہ آگ تھی کہ جو اندر ہی اندر اس کو کھا رہی تھی اور اسی آگ میں وہ تمام لوگوں کو جلا کر راکھ کرنا چاہتا تھا۔

غزوہ بنومصطلق کی مہم کا یہ سفر اس کی سازشوں کا گویا عروج تھا۔

اسی سفر کے دوران ایک چشمہ پر دو مسلمانوں، ایک مہاجر اور ایک انصاری کی باہم تکرار ہوگئی اور اسی تکرار میں دونوں نے اپنے اپنے ساتھیوں کو آواز دی۔ عبداللہ بن ابی کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو عبداللہ بن ابی نے اس موقعہ پر بھی حسب عادت خوب بھڑاس نکالی اور مہاجر مسلمانوں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں بہت ہی گھٹیا اور غلیظ اور گندی زبان استعمال کی اور یہ کہنے لگا کہ تم لوگوں کو مہاجرین اور نبی اکرمؐ پر کچھ بھی خرچ نہیں کرنا چاہیے۔ تمہی نے ان سب کو سر پر چڑھا رکھا ہے۔ اب بہت ہوگئی اب ناقابل برداشت ہوگیا سب کچھ، اب مدینہ پہنچ لیں مجھے ہی سب کرنا ہوگا اور یہ بھی کہا کہ مدینہ کا سب سے معزز شخص یعنی اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ مدینہ کا سب سے معزز شخص مدینہ کے سب سے ذلیل ترین شخص یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ سے نکال باہر کرے گا۔ (نعوذباللہ، نعوذباللہ، نعوذباللہ) اور بھی کئی سخت کلمات کہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ ساری بات پہنچی تو آپؐ نے علاوہ دوسرے پرحکمت انتظامی فیصلوں کے عبداللہ بن ابی کو بھی طلب فرما کر پوچھا کہ اس نے اس اس طرح کی باتیں کی ہیں تو وہ صاف مکر گیا بلکہ حلفیہ بیان دیا کہ ایسی کوئی بات اُس نے کی ہی نہیں۔ بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال حکمت سے اس موقعہ پر اس تمام بگڑی ہوئی صورت حال کو کنٹرول کیا اور فوری طور پر وہاں سے روانگی کا اعلان فرماتے ہوئے سفرشروع کر دیا اور ساری رات اور سارا دن مسلسل سفر جاری رہا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عموماً نہ تو اس وقت سفر شروع فرماتے تھے اور نہ ہی ساری رات اور سارا دن مسلسل سفر فرمایا کرتے تھے لیکن اس موقعہ پر آپؐ نے خلاف معمول یہ کام کیا۔ اس کی باقی تفصیلات کو چھوڑتے ہوئے اسی سفر کے ایک دوسرے اہم ترین واقعہ کی طرف چلتے ہیں جو آج کے مضمون کا عنوان ہے اور وہ ہے واقعہ اُفک۔

واقعہ افک کی تفصیل

اسی سفر سے واپسی پر کہ جب قافلہ ایک منزل پر پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ روانگی سے قبل جب لوگ اپنی ضروریات سے فارغ ہو کر روانہ ہونے کی تیاریوں میں مصروف تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی اپنی ضرورت سے فارغ ہوکر واپس آرہی تھیں کہ انہیں معلوم ہوا کہ ان کے گلے میں پڑا ہوا ایک ہار جو کہ وہ اپنی بہن حضرت اسماءؓ سے عاریۃً مانگ کر لائی تھیں وہ کہیں راستہ میں گر گیا ہے۔ یہ ظفار نامی بستی کا بنا ہوا کسی خوشبودار لکڑی کے منکوں کا ہار تھا۔ حضرت عائشہؓ ہار کی تلاش میں دوبارہ نکل پڑیں۔ اسی تلاش کے بعد جب واپس تشریف لائیں تو قافلہ روانہ ہو چکا تھا۔ قافلے منہ اندھیرے ہی نکل پڑتے تھے اور قافلہ سواروں کو حضرت عائشہؓ کے نہ ہونے کا احساس اس لئے بھی نہ ہوسکا کہ ہودج اٹھانے والوں نے آپؓ کا ہودج اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا۔ حضرت عائشہؓ خود بیان فرماتی ہیں کہ آپؓ بہت دبلی پتلی اور ہلکے وزن کی تھیں اور ان لوگوں کو یہ احساس ہی نہ ہوسکا کہ میں اس کے اندر نہیں ہوں۔ بہرحال جیسا کہ طریق تھا لشکر کی روانگی کے بعد ایک بہادر اور شجاع صحابی حضرت صفوان بن معطلؓ کو پیچھے رکھا گیا تا کہ قافلہ والوں کی رہ جانے والی اشیاء کو اکٹھا کریں اور دن چڑھنے کے بعد ساری کھوج کے بعد پھر روانہ ہوں۔ بنوخزرج کے یہ صحابی 5ہجری میں اسلام لائے تھے اور نیکی اور تقویٰ میں بہت نمایاں ہوئے۔ بہادری اور شجاعت میں بھی نمایاں شمار ہوتے تھے۔ یہ قافلے کی پڑاؤ کی جگہ پر گھومتے ہوئے جب ایک جگہ پہنچے تو وہاں حضرت عائشہؓ کو سوئے ہوئے دیکھا۔ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ جب وہ واپس قافلے کی جگہ پر پہنچیں اور قافلہ کی روانگی کا علم ہوا تو وہ وہیں ایک جگہ ٹیک لگا کر بیٹھ گئیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نہ پائیں گے تو میری تلاش میں لوگ بھیجیں گے اور مجھے وہ یہیں اسی جگہ پر پالیں گے۔ لہٰذا میں وہیں بیٹھ گئی اور بیٹھے بیٹھے آنکھ لگ گئی۔ بہرحال جب حضرت صفوانؓ نے انہیں سوئے ہوئے دیکھا تو زور سے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ کہا۔ اب نہ جانے اس وجہ سے کہ خدانخواستہ زندہ نہ ہونے کا خیال آیا یا زیادہ قرین قیاس یہی ہے کہ متنبہ کرنے کے لئے اونچی آواز سے یہ جملہ بولا ہوگا کہ تا حضرت عائشہؓ بیدار ہوجائیں۔ حضرت صفوانؓ نے حضرت عائشہؓ کو اپنے اونٹ پر بٹھایا اور انہیں لے کر قافلے تک پہنچ گئے۔ اوپر ذکر ہوچکا ہے منافقین کے ٹولے اور ان کے سرغنہ کا کہ کس طرح وہ گدھوں کی طرح تاڑ میں رہتے تھے۔ انہوں نے جب حضرت عائشہؓ کی گمشدگی کا سنا اور بعد میں ان کے ساتھ واپس آتے ہوئے دیکھا تو ان کے گندے ذہنوں نے وہ جھوٹ تراشا کہ شاید شیطان کے وہم وگمان میں بھی نہ آسکتا تھا۔ ان منافقوں نے الزامات اور تہمت لگانے اور اس کا چرچا کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ ہر چند کہ مومنوں کی اکثریت نے اس الزام پر کان نہ دھرے بلکہ بات کرنا بھی روا نہ رکھا۔ جیسا کہ ایک روایت میں حضرت ابوایوب انصاریؓ کے بارہ میں آتا ہے کہ وہ دونوں میاں بیوی آپس میں بات کر رہے تھے اور جب حضرت ابوایوبؓ کی بیوی نے اس افواہ کا ذکر کیا کہ لوگ جو باتیں بنا رہے ہیں ان کی کیا حقیقت ہے تو حضرت ابوایوبؓ جو کہ ایک فدائی عاشق رسول تھے اور ہجرت مدینہ کے موقعہ پر انہیں میزبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی سعادت نصیب ہوچکی تھی، انہوں نے اپنی بیوی کو بہت ہی سادہ لیکن دلنشین انداز میں اس فتنہ سے آگاہ کرتے ہوئے سمجھایا۔ ابوایوبؓ اپنی بیوی کو کہنے لگے کہ اے ام ایوب! کیا تم ویسا فعل کرسکتی ہو جیسے فعل کی بات پھیلائی جارہی ہے تو وہ کہنے لگیں کہ کبھی بھی نہیں۔ توحضرت ابوایوبؓ کہنے لگے کہ جب تم اپنے بارہ میں ایسا کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تو ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے بارہ میں کیسے سوچ لیا جائے جو کہ تم سے ہزار درجے نیک اور متقی ہیں۔ اس لئے یہ ساری بات ہے ہی سراسر جھوٹ۔

(سیرت ابن ہشام، الاکتفاء)

اس لئے اکثریت تو ایسے ہی متقی اور پرہیز گاروں کی تھی لیکن منافقین کا پراپیگنڈہ ایسا پُرزور تھا کہ منافق تو منافق کچھ ایسے لوگ بھی ہاں میں ہاں ملانے لگے کہ کیا ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو۔۔۔۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو یہ ساری باتیں سن رہے تھے اس تکلیف دہ صورت حال پر کمال صبر وتحمل اور ضبط کا مظاہرہ فرمارہے تھے۔ آپؐ کی سیرت کے بے شمار پہلو ہیں جو ان تاریک گھڑیوں میں ہیروں کی طرح چمکتے ہوئے سامنے آتے ہیں۔ یہ وہ وقت تھا کہ شاید مدینہ کے لوگ آپس میں ہی ایک دوسرے کو کاٹ کر رکھ دیتے۔منافقین اور الزام لگانے والوں کی گردنیں کاٹ کر رکھ دیتے۔حضرت صفوانؓ جو کہ ایک جنگجو بہادر تھے انہیں جب معلوم ہوا کہ منافق تو چلو تھے ہی اب حضرت حسانؓ جیسے مخلص صحابی بھی اس الزام میں شامل ہو گئے ہیں تو وہ آپے سے باہر ہو گئے اور تلوار لے کر ان پر جھپٹے اور انہیں زخمی کر دیا۔

(اسد الغابہ، زیر لفظ صفوان بن معطل)

حضرت عائشہؓ جو کہ ’’المؤمنات الغافلات‘‘ کے مصداق معصومہ شہزادی کی صورت میں نظر آتی ہیں۔ ایسی پاکدامن اور معصوم کہ انہیں خبر تک نہیں۔ ایک مہینہ اس سانحہ پر گزر جاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خیرکم خیرکم لاھلہٖ کے مصداق اپنے گھروالوں کے ساتھ اتنے شفیق اور نرم دل،اتنے کریم اور رؤوف رحیم کہ اپنی اس بیوی کو محسوس تک نہیں ہونے دیا کہ تمہارے بارہ میں کس قدر بھیانک الزامات لگائے جارہے ہیں اور باہر کیا شور پڑا ہوا ہے۔صرف اسی ایک واقعہ کو سامنے رکھا جائے اور اس نیک فطرت اور پاک ومعصوم، بلکہ نیکوں کے سردار اور معصوموں کے راج دلاروں کے جوڑے کی سیرت بیان کی جائے تو دفتر درکار ہوں گے۔ ایک ماہ گزرنے کے بعد جب اتفاقاً ایک عورت سے بات سنی تو حضرت عائشہؓ کو علم ہوا اور یہ علم ہوتے ہی حضرت عائشہؓ پر تو جیسے ایک قیامت گزر گئی۔تب انہیں یہ بھی احساس ہوا کہ اب میں سمجھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنے خاموش خاموش کیوں تھے۔۔۔ بہرحال وہ نبی اکرمؐ سے اجازت لے کر اپنے والدین کے گھر آئیں۔

حضرت عائشہؓ کے والدین کا قابل رشک کردار

واقعہ افک کے بیان میں بہت کم سیرت نگار ہیں جنہوں نے حضرت عائشہؓ کے نیک فطرت اور عاشق رسولؐ ماں باپ کے کردار کو نمایاں کیا ہو۔ جب کہ بہت ہی اہم کردار ہمیں نظر آتا ہے۔ کیونکہ یہ وہ مواقع ہوتے ہیں کہ بعض اوقات بڑے بڑے مخلص اور معقول لوگ بھی لڑکھڑا جایا کرتے ہیں۔ یہاں اپنی بیٹی تھی جس پر بہت ہی گھناؤنا الزام لگایا گیا تھا۔ لیکن یہ دونوں بھی انتہائی صابر اور تحمل وبرداشت کے گویا مجسمے بنے ہوئے نظر آتے ہیں اور اس وقت بھی ان کی نگاہیں ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ انہیں گویا کوئی فکر ہی نہیں کہ ہماری بیٹی لٹ گئی، تباہ ہوگئی، برباد ہوگئی یا خدانخواستہ کیا ہوگیا۔ ایک ماں باپ سے زیادہ اپنی بچی کو اور کون جانتا ہے اور ماں باپ بھی ایسے صاحب فراست۔صرف اسی ایک بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس ہولناک واقعہ پر ایک مہینہ گزر جاتا ہے۔ لیکن نہ ماں اور نہ باپ، کوئی بھی اپنی بیٹی کی طرف اس کے گھر اس کی خبر لینے نہیں آتا۔ اس کو حوصلہ دینے بھی نہیں آتا۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ ہماری اس ننھی سی معصوم جان پر کتنے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں۔ ان کے جگر کا ٹکڑا تھی وہ، آخر کیا وجہ تھی۔ یقیناً یہی ایک وجہ تھی کہ وہ سب کچھ نثار کر چکے تھے خدا اور اس کے رسولؐ پر،ان کے لئے ان کی ساری تکلیفیں، سارے دکھ بہت ہی چھوٹے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے سامنے، وہ ہر دکھ اور سکھ کی گھڑی میں صرف اور صرف ایک ہی چہرہ دیکھنا جانتے تھے اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تھا۔ یہ لوگ رسول اللہؐ کے ہم وغم کے سامنے اپنے سارے دکھ بھول چکے تھے۔ یہ کمال درجے کا عشق تھا اور ادب تھا کہ جو وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ رسول کریمؐ کو چھوڑ کر، ان سے آگے قدم بڑھا کر اپنی بیٹی کا سوچیں گے۔

؎ عجب تھا عشق اس دل میں محبت ہو تو ایسی ہو

وہ اپنا سب کچھ رسولؐ کی خدمت میں دینے کے بعد مطمئن تھے کہ وہ جو بھی سوچیں گے، جو بھی کریں گے وہ ہم سب کے لئے بہتر بلکہ بہترین ہوگا اور یہی وجہ ہے کہ اس ایک مہینے کے بعد جب روتی ہوئی یہ معصوم جان، حضرت عائشہؓ اپنے ماں باپ کے گھر داخل ہوئی ہے اور رونے کی آواز سن کر بالاخانے سے حضرت ابوبکرؓ نیچے آئے ہیں تو انہوں نے بھرائی ہوئی آواز میں اپنی پیاری بیٹی سے صرف ایک جملہ کہا ہے کہ بیٹی تجھے خدا کی قسم ہے کہ واپس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر چلی جاؤ۔

(بخاری 4757)

سبحان اللہ! رسول کی محبت میں فنا کا مقام پانے والا یہ عجیب عاشق تھا۔

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ جب میں نے اپنی ماں سے کہا کہ ماں! میرے متعلق تو مدینہ میں یہ یہ باتیں ہو رہی ہیں تو حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ جو میں نے سوچا تھا کہ میری ماں یا باپ کا کچھ ردعمل ہوگا اس میں سے کچھ بھی ایسا نہ ہوا اور مجھے مزید حیرت یہ ہوئی کہ انہیں پہلے سے ہی سب پتہ تھا۔ ہاں میری ماں نے صرف اتنا کہا کہ یَا بُنَيَّةُ، هَوِّنِي عَلَيْكِ، فَوَاللّٰهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيئَةً عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا، لَهَا ضَرَائِرُ، إِلَّا كَثَّرْنَ عَلَيْهَا اے میری بچی! حوصلہ رکھو، بخدا! کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ کسی شخص کی خوب صورت اور خوب سیرت بیوی ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں اور پھر اس کے خلاف باتیں نہ بنائی جائیں۔

ایک گھناؤنی سازش

ماں بھی کیسی صابر اور صاحب فہم وفراست ماں تھی۔عشق رسولؐ سے تو لبریز تھی ہی، بات بھی کتنے پتے کی بتادی۔ کہ امام کا قرب پانے والوں کے لئے حاسدین ایسے حملے کیا ہی کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ گھرانہ بھی جو کہ نیک اور دانا گھرانہ تھا یہ جانتا تھا کہ بات کچھ اور ہے اور یہ ہے وہ اہم کڑی کہ جس کی طرف ہمارے سیرت نگار اور مفسرین وشارحین کی کم ہی نظر گئی ہے اور وہ یہ کہ یہ محض ایک الزام نہ تھا بلکہ ایک گھناؤنی سازش تھی۔ وہ سازش کیا تھی؟ حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بصیرت افروز اقتباس کو دیکھتے ہیں۔ آپؓ بیان فرماتے ہیں:

’’اب میں یہ بتاتا ہوں کہ پہلے چار رکوعوں کا باقی پانچ رکوعوں سے جن میں خلافت کا ذکر آتا ہے کیا تعلق ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ پہلے چار رکوعوں میں بدکاری کے الزامات کا ذکر اصل مقصود ہے اور اُن میں خصوصًا اس الزام کو رد کرنا مقصود ہے جو حضرت عائشہؓ سے کوئی دشمنی تھی۔ ایک گھر میں بیٹھی ہوئی عورت سے جس کا نہ سیاسیات سے کوئی تعلق ہو نہ قضاء سے۔ نہ عہدوں سے نہ اموال کی تقسیم سے نہ لڑائیوں سے۔ نہ مخالف اقوام پر چڑھائیوں سے نہ حکومت سے نہ اقتصادیات سے۔ اُس سے کسی نے کیا بغض رکھنا ہے۔ پس حضرت عائشہؓ سے براہ راست بُغض کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی۔ اس الزام کے بارہ میں دو ہی صورتیں ہوسکتی ہیں۔ یا تو یہ کہ نعوذ باللہ یہ الزام سچا ہو جس کو کوئی مومن ایک لحہ کیلئے بھی تسلیم نہیں کرسکتا۔ خصوصًا اس صورت میں کہ اللہ تعالیٰ نے عرش پر سے اس گندے خیال کو رد کیا ہے اور دوسری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ حضرت عائشہؓ پر الزام بعض دوسرے وجودوں کو نقصان پہنچانے کیلئے لگایا گیا ہو۔ اب ہمیں غور کرنا چاہئے کہ وہ کون کون لوگ تھے جن کو بدنام منافقوں کیلئے یا اُن کے سرداروں کیلئے فائدہ بخش ہوسکتا تھا اور کن کن لوگوں سے اس ذریعہ سے منافق اپنی دشمنی نکال سکتے تھے۔ ایک ادنیٰ تدبیر سے بھی معلوم ہوسکتا ہے کہ حضرت عائشہؓ پر الزام لگا کر دو شخصوں سے دشمنی نکالی جاسکتی تھی۔ ایک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ایک حضرت ابوبکرؓ سے۔ کیونکہ ایک کی وہ بیوی تھیں اور ایک کی بیٹی تھیں۔ یہ دونوں وجود ایسے تھے کہ ان کی بدنامی سیاسی لحاظ سے یا دشمنیوں کے لحاظ سے بعض لوگوں کیلئے فائدہ بخش ہوسکتی تھی یا بعض لوگوں کی اغراض اُن کو بدنام کرنے کے ساتھ وابستہ تھیں۔ ورنہ خود حضرت عائشہؓ کی بدنامی سے کسی شخص کو کوئی دلچسپی نہیں ہوسکتی تھی۔ زیادہ سے زیادہ آپ سے سوتنوں کا تعلق ہوسکتا تھا اور یہ خیال ہوسکتا تھا کہ شائد حضرت عائشہؓ کی سوتنوں نے حضرت عائشہؓ کو رسول کریمؐ کی نظروں سے گرانے اور اپنی نیک نامی چاہنے کیلئے اس معاملہ میں کوئی حصہ لیا ہو۔ مگر تاریخ شاہد ہے کہ حضرت عائشہؓ کی سوتنوں نے اس معاملہ میں کوئی حصہ نہیں لیا بلکہ حضرت عائشہؓ کا اپنا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے جس بیوی کو میں اپنا رقیب اور مدمقابل خیال کیا کرتی تھی وہ حضرت زینب بنت جحشؓ تھیں۔ ان کے علاوہ اور کسی بیوی کو میں اپنا رقیب خیال نہیں کرتی تھی مگر حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں زینبؓ کے اس احسان کو کبھی بھول نہیں سکتی کہ جب مجھ پر الزام لگایا گیا تو سب سے زیادہ زور سے اگر کوئی اس الزام کی تردید کیا کرتی تھیں تو وہ حضرت زینبؓ ہی تھی۔

(سیرۃ الحلبیہ جلد 2 صفحہ 310-316)

پس حضرت عائشہؓ سے اگر کسی کو دشمنی ہوسکتی تھی تو ان کی سوتنوں کو ہی ہوسکتی تھی اور وہ اگر چاہتیں تو اس میں حصہ لے سکتی تھیں تا حضرت عائشہؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں سے گِر جائیں اور اُن کی عزت بڑھ جائے۔ مگر تاریخ سے ثابت ہے کہ انہوں نے اس معاملہ میں کوئی دخل نہیں دیا اور اگر کسی سے پوچھا گیا تو اس نے حضرت عائشہؓ کی تعریف ہی کی۔غرض مردوں کی عورتوں سے دشمنی کی کوئی وجہ نہیں ہوتی۔ پس آپ پر الزام یا تو رسول کریمؐ کو جو مقام حاصل تھا وہ تو الزام لگانے والے کسی طرح چھین نہیں سکتے تھے۔ انہیں جس بات کا خطرہ تھا وہ یہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی وہ اپنی اغراض کو پورا کرنے سے محروم نہ رہ جائیں۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ آپ کے بعد خلیفہ ہونے کا اگر کوئی شخص اہل ہے تو وہ ابوبکرؓ ہی ہے۔ پس اس خطرہ کو بھانپتے ہوئے انہوں نے حضرت عائشہؓ پر الزام لگا دیا تا حضرت عائشہؓ رسول کریمؐ کی نگاہ میں گِر جائیں اور اُن کے گِر جانے کی وجہ سے حضرت ابوبکرؓ کو مسلمانوں میں جو مقام حاصل ہے وہ بھی جاتا رہے اور مسلمان آپؓ سے بدظن ہو کر اس عقیدت کو ترک کر دیں جو انہیں آپؓ سے تھی اور اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے خلیفہ ہونے کا دروازہ بالکل بند ہوجائے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت عائشہؓ پر الزام لگنے کے واقعہ کے بعد خلافت کا بھی ذکر کیا۔ حدیثوں میں صریح طور پر ذکر آتا ہے کہ صحابہؓ آپس میں باتیں کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کسی کا مقام ہے تو وہ ابوبکرؓ کا ہی مقام ہے۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ رسول کریمؐ نے ایک دفعہ حضرت عائشہؓ سے کہا۔ اے عائشہؓ! میں چاہتا تھا کہ ابوبکرؓ کو اپنے بعد نامزد کر دوں مگر میں جانتا ہوں کہ اللہ

اور مومن اسکے سوا اور کسی پر راضی نہیں ہونگے اس لئے میں کچھ نہیں کہتا۔ غرض صحابہؓ یہ یقینی طور پر سمجھتے تھے کہ رسول کریمؐ کے بعد اُن میں اگر کسی کا درجہ ہے تو ابو بکرؓ کا ہے اور وہی آپؐ کا خلیفہ بننے کے اہل ہیں۔ مکی زندگی تو ایسی تھی کہ اس میں حکومت اور اس کے نظام کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ لیکن مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے بعد حکومت قائم ہوگئی اور طبعًا منافقوں کے دلوں میں یہ سوال پیدا ہونے لگا کہ آپؐ کے بعد کوئی خلیفہ ہوکر نظامِ اسلامی لمبا نہ ہو جائے اور ہم ہمیشہ کیلئے تباہ نہ ہو جائیں۔ کیونکہ آپؐ کے مدینہ میں تشریف لانے کی وجہ سے اُن کی کئی اُمیدیں باطل ہوگئی تھیں۔ تاریخوں سے ثابت ہے کہ مدینہ میں عربوں کے دو قبیلے اوس اور خزرج تھے اور یہ ہمیشہ آپس میں لڑتے رہتے تھے اور قتل و خون ریزی کا بازار گرم رہتا تھا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اس لڑائی کے نتیجہ میں ہمارے قبائل کا رعب مٹتا چلا جاتا ہے تو انہوں نے آپس میں صلح کی تجویز کی اور قرار دیا کہ ہم ایک دوسرے سے اتحاد کرلیں اور کسی ایک شخص کو اپنا بادشاہ بنا لیں چنانچہ اوس اور خزرج نے آپس میں صلح کر لی اور فیصلہ ہوا کہ عبداللہ بن ابی ابن سلول کو مدینہ کا بادشاہ بنا دیا جائے۔ اس فیصلہ کے بعد انہوں نے تیاری بھی شروع کر دی اور عبداللہ بن ابی ابن سلول کیلئے تاج بننے کا حکم دیدیا گیا۔ اتنے میں مدینہ کے کچھ حاجی مکہ سے واپس آئے اور انہوں نے بیان کیا کہ آخری زمانہ کا نبی مکہ میں ظاہر ہوگیا ہے اور ہم اُس کی بیعت کر آئے ہیں۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کے متعلق چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں اور چند دنوں کے بعد اور لوگوں نے بھی مکہ جاکر رسول کریمؐ کی بیعت کر لی اور پھر انہوں نے رسول کریمؐ سے درخواست کی کہ آپ ہماری تربیت اور تبلیغ کیلئے کوئی معلم ہمارے ساتھ بھیجیں۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابیؓ کو مبلغ بنا کر بھیجا اور مدینہ کے بہت سے لوگ اسلام میں داخل ہو گئے۔ انہی دنوں چونکہ مکہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کو بہت تکالیف پہنچائی جارہی تھیں اس لئے اہل مدینہ نے آپؐ سے درخواست کی کہ آپؐ مدینہ تشریف لے آئیں۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ سمیت مدینہ ہجرت کر کے آگئے اور عبداللہ بن ابی ابن سلول کیلئے جو تاج تیار کروایا جارہا تھا وہ دھرے کا دھرا رہ گیا۔ کیونکہ جب انہیں دونوں جہانوں کا بادشاہ مل گیا تو انہیں کسی اور بادشاہ کی کیا ضرورت تھی۔ عبداللہ بن ابی ابن سلول نے جب یہ دیکھا کہ اس کی بادشاہت کے تمام امکانات جاتے رہے ہیں تو اسے سخت غصہ آیا اور گو وہ بظاہر مسلمانوں میں مل گیا مگر ہمیشہ اسلام میں رخنے ڈالتا رہتا تھا اور چونکہ اب وہ اور کچھ نہیں کرسکتا تھا اس لئے اس کے دل میں اگر کوئی خواہش پیدا ہوسکتی تھی تو یہی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو ں تو میں مدینہ کا بادشاہ بنوں لیکن خدا تعالیٰ نے اس کے اس ارادہ میں بھی اسے زک دی کیونکہ اس کا اپنا بیٹا بہت مخلص تھا۔ جس کے معنے یہ تھے کہ اگر وہ بادشاہ ہو بھی جاتا تو اس کے بعد حکومت پھر اسلام کے پاس آجاتی اس کے علاوہ خدا تعالیٰ نے اُسے اس رنگ میں بھی زک دی کہ مسلمانوں میں جونہی ایک نیا نظام قائم ہوا انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف سوالات کرنے شروع کر دئے کہ اسلامی حکومت کا کیا طریق ہے۔ آپ کے بعد اسلام کا کیا بنے گا اور اس بارہ میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے۔ عبداللہ بن ابی ابن سلول نے جب یہ حالت دیکھی تو اُسے خوف پیدا ہونے لگا کہ اب اسلام کی حکومت ایسے رنگ میں قائم ہوگی کہ اُس میں اس کا کوئی حصہ نہ ہوگا اور وہ ان حالات کو روکنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس کے لئے جب اس نے غور کیا تو اُسے نظر آیا کہ اگر اسلامی حکومت کو اسلامی اصول پر کوئی شخص قائم کرسکتا ہے تو وہ ابو بکرؓ ہے اور رسول کریمؐ کے بعد مسلمانوں کی نظریں انہی کی طرف اٹھتی ہیں اور وہ اُسے تمام لوگوں سے معزز سمجھتے ہیں۔ پس اُس نے اپنی خیر اسی میں دیکھی کہ انکو بدنام کر دیا جائے اور لوگوں کی نظروں سے گِرا دیا جائے بلکہ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ سے بھی آپکو گرا دیا جائے اور اس بدنیتی کے پورا کرنے کا موقع اُسے حضرت عائشہؓ کے ایک جنگ میں پیچھے رہ جانے کے واقعہ سے مل گیا اور اس خبیث نے آپؓ پر ایک نہایت گندا الزام لگا دیا جو قرآن کریم میں تو اشارۃً بیان کیا گیا ہے لیکن حدیثوں میں اس کی تفصیل آتی ہے۔ عبداللہ بن ابی ابن سلول کی اس سے غرض یہ تھی کہ اس طرح حضرت ابو بکرؓ ان لوگوں کی نظروں میں بھی ذلیل ہو جائیں گے اور آپ کے تعلقات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی خراب ہو جائیں گے اور اس نظام کے قائم ہونے میں رخنہ پڑ جائیگا جس کا قائم ہونا اُسے یقینی نظر آتا تھا اور جس کے قائم ہونے سے اسکی اُمیدیں برباد ہو جاتی تھیں ...... چونکہ منافق اپنی موت کو ہمیشہ دُور سمجھتا ہے اور وہ دوسروں کی موت کے متعلق اندازے لگاتا رہتا ہے۔ اس لئے عبداللہ بن ابی ابن سلول بھی اپنی موت کو دُور سمجھتا تھا اور وہ نہیں جانتا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی وہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرے گا۔ وہ یہ قیاس آرائیاں کرتا رہتا تھا کہ رسول کریمؐ فوت ہوں تو میں عرب کا بادشاہ بنوں۔ لیکن اب اُس نے دیکھا کہ ابو بکرؓ کی نیکی اور تقویٰ اور بڑائی مسلمانوں میں تسلیم کی جاتی ہے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھانے تشریف نہیں لاتے تو ابو بکرؓ آپ کی جگہ نماز پڑھاتے ہیں۔ رسول کریمؐ سے کوئی فتویٰ پوچھتے ہیں یہ دیکھ کر عبداللہ بن ابی ابن سلول کو جو آئندہ کی بادشاہت ملنے کی اُمیدیں لگائے بیٹھا تھا سخت فکر لگا اور اُس نے چاہا کہ اس کا ازالہ کرے۔ چنانچہ اسی امر کا ازالہ کرنے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شہرت اور آپ کی عظمت کو مسلمانوں کی نگاہوں سے گرانے کیلئے اُس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگا دیا تا حضرت عائشہؓ پر الزام لگنے کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہؓ سے نفرت پیدا ہو اور حضرت عائشہؓ سے رسول کریمؐ کی نفرت کا یہ نتیجہ نکلے کہ حضرت ابو بکرؓ کو رسول کریمؐ اور مسلمانوں کی نگاہوں میں جو اعزاز حاصل ہے وہ کم ہو جائے اور اُن کے آئندہ خلیفہ بننے کا کوئی امکان نہ رہے چنانچہ اسی امر کا اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ذکر کرتا ہے اور فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیۡنَ جَآءُوۡ بِالۡاِفۡکِ عُصۡبَۃٌ مِّنۡکُمۡ کہ وہ لوگ جنہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر اتہام لگایا ہے وہ تم لوگوں میں سے ہی مسلمان کہلانے والا ایک جتھا ہے۔ مگر فرماتا ہے لَا تَحۡسَبُوۡہُ شَرًّا لَّکُمۡ ؕ بَلۡ ہُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ تم پر خیال مت کرو کہ یہ الزام کوئی برا نتیجہ پیدا کرے گا بلکہ یہ الزام بھی تمہاری بہتری اور ترقی کا موجب ہوجائیگا چنانچہ لو اب ہم خلافت کے متعلق اصول بھی بیان کر دیتے ہیں اور تم کو یہ بھی بتا دیتے ہیں کہ یہ منافق زور مار کر دیکھ لیں یہ ناکام رہیں گے اور ہم خلافت کو قائم کر کے چھوڑیں گے کیونکہ خلافت نبوت کا ایک جزو ہے اور الٰہی نور کے محفوظ رکھنے کا ایک ذریعہ ہے ...... اس الزام کا ذکر کرنے اور عبداللہ بن ابی ابن سلول کی اس شرارت کو بیان کرنے کے بعد کہ اُس نے خلافت میں رخنہ اندازی کرنے کیلئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگایا تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ مَثَلُ نُوۡرِہٖ کَمِشۡکٰوۃٍ فِیۡہَا مِصۡبَاحٌ ؕ اَلۡمِصۡبَاحُ فِیۡ زُجَاجَۃٍ ؕ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّہَا کَوۡکَبٌ دُرِّیٌّ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے مگر اس کے نور کو مکمل کرنیکا ذریعہ نبوت ہے اور اُس کے بعد اس کو دنیا میں پھیلانے اور اُسے زیادہ سے زیادہ عرصہ تک قائم رکھنے کا اگر کوئی ذریعہ ہے تو وہ خلافت ہی ہے۔ گویا نبوت ایک چمنی ہے جو اس کو آندھیوں سے محفوظ رکھتی ہے اور خلافت ایک ری فلیکٹر ہے جو اس کے نور کو دُور تک پھیلاتا ہے۔ پس ان منافقوں کی تدبیروں کی وجہ سے ہم اس عظیم الشان ذریعہ کو تباہ نہیں ہونے دیں گے بلکہ اپنے نور کو دیر تک دنیا میں قائم رکھنے کیلئے اس سامان کا مہیا کریں گے۔ اس بات کا مزید ثبوت کہ اس آیت میں جس نور کا ذکر ہے وہ نور خلافت ہی ہے اس سے اگلی آیتوں میں ملتا ہے جہاں اللہ تعالیٰ اس سوال کا جواب دیتا ہے کہ یہ نور کہاں ہے۔ فرماتا ہے فِیۡ بُیُوۡتٍ یہ نور خلافت چند گھروں میں پایا جاتا ہے۔ نورِ نبوت تو صرف ایک گھر میں تھا مگر نورِ خلافت ایک گھر میں نہیں بلکہ فِیۡ بُیُوۡتٍ چند گھروں میں ہے۔ پھر فرماتا ہے اَذِنَ اللّٰہُ اَنۡ تُرۡفَعَ وہ گھر ابھی چھوٹے سمجھے جاتے ہیں مگر خدا تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ وہ ان گھروں کو اونچا کرے کیونکہ نبوت کے بعد خلافت اس خاندان کو بھی اونچا کر دیتی ہے جس میں سے کوئی شخص منصب خلافت حاصل کرتا ہے۔ اس آیت نے بتا دیا کہ اس جگہ اللہ تعالیٰ کا مقصد نور خلافت کو بیان کرنا ہے اور یہ بتانا مدنظر ہے کہ نورِ خلافت نورِ نبوت اور نورِ الوہیت کے ساتھ کلی طور پر وابستہ ہے اور اس کو مٹانا دوسرے دونوں نوروں کو مٹانا ہے پس ہم اسے مٹنے نہیں دیں گے اور اس نور کو ہم کئی گھروں کے ذریعہ سے ظاہر کریں گے تا نورِ نبوت کا زمانہ اور اس کے ذریعہ سے نورِ الٰہیہ کے ظہور کا زمانہ لمبا ہو جائے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 324-329)

(باقی کل ان شاءاللہ)

دعا کا تحفہ

نماز تہجد کی دعائیں

حضرت عائشہؓ نے رسول کریم ﷺ کی تہجد کے آغاز میں دُعاؤں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ آپ کھڑے ہو کر دس دس مرتبہ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ، اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ، سُبۡحَانَ اللّٰہِ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھتے اور دس مرتبہ استغفار کرتے اس کے بعد بعض اور دُعائیں پڑھتے۔

(نسائی کتاب قیام اللیل)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص نے آ کر یہ کہہ کر نماز شروع کی۔

اَللّٰہُ اَکۡبَرُ کَبِیۡرًا وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ کَثِیۡرًا وَ سُبۡحَانَ اللّٰہِ بُکۡرَۃً وَّاَصِیۡلًا

اللہ سب سے بڑا ہے بہت بڑا اور سب تعریفیں اسی کے لئے ہیں بہت زیادہ اور اس کی ذات پاک ہے صبح بھی اور شام بھی۔

نماز کے بعد رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ کلمے خدا کو ایسے پیارے لگے کہ آسمان کے دروازے ان کے لئے وا کر دیئے گئے۔

ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں ہمیشہ یہ کلمے نماز میں دہراتا ہوں۔

(ترمذی کتاب الدعوات)

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 68-69)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

ندیم احمد فرخ

معلمینِ وقف جدید کے لئے مشعلِ راہ

قسط اوّل

راہ خدا کے متلاشی

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بنی نوع انسان کے سامنے ایک ایسے راستے کا ذکر فرمایا ہے جو بنی نوع انسان کو خدا تک پہنچا سکتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا

(العنکبوت: 70)

اور وہ لوگ جو ہمارے بارے میں کوشش کرتے ہیں ہم ضرور انہیں اپنی راہوں کی طرف ہدایت دیں گے۔

خدا تعالیٰ کی راہ میں سب سے زیادہ جہد (کوشش) کرنے والے وجود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے اسی لئے تو خدا تعالیٰ نے آپؐ کے وجود کو قرآن کی عملی تفسیر اور آپؐ کے فرامین کو وحی حق کا درجہ دیا اور تمام مومنین کو نصیحت فرمائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے جو ملے اسے لے لیا کرو کیونکہ یہ نبی وحی الٰہی سے کلام کرتا ہے۔

جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ آپؐ خدا تعالیٰ کی رضا کی تلاش میں اس قدر گم تھے کہ غار حرا میں مادی زندگی کے شور وغوغا سے ہنگامہ آرائیوں سے دنیا کے عیش وآرام سے منقطع ہو کر، سکون، یکسوئی اور تنہائی میں زندگی بسر کیا کرتے تھے وہ راتیں جن میں اہلیان مکہ شراب کی محفلوں میں مصروف رہنے کے بعد اپنے خالق سے دوری میں نیند کے مزے لینے میں مصروف ہوتے تھے تو اس لمحہ آپؐ ایک دیوانے کی طرح خدا کی تلاش میں ہوتے تھے آپؐ کے اسی عشق الٰہی کی وجہ سے کفار مکہ بھی کہنے پر مجبور ہوا کرتے تھے کہ عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ اور آپؐ کی اسی تڑپ کا خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں اظہار کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ

(الضحیٰ: 6-8)

اور تیرا رب ضرور تجھے عطا کرے گا۔ پس تو راضی ہو جائے گا۔ کیا اس نے تجھے یتیم نہیں پایا تھا؟ پس پناہ دی اور تجھے تلاش میں سرگرداں (نہیں) پایا۔ پس ہدایت دی۔

یہ خدا کا عاشق اور غار حرا کا مکین غار حرا سے ہادی اکبر بن کر لوٹا۔ جس کا اوڑھنا بچھونا رضائے الٰہی تھا۔ رضائے الٰہی ہی بلاشبہ مقصود ومطلوب مومن ہے اور حقیقی مومن کی نہ صرف یہ خوبی ہوتی ہے کہ وہ خود رضائے الٰہی کا متلاشی ہوتا ہے بلکہ اس کی یہ کوشش بھی ہوتی ہے کہ وہ مخلوق خدا کا تعلق اپنے خالق سے قائم کروا دے اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ صرف اپنے وصل الٰہی کی تڑپ تھی بلکہ آپؐ کا دل دکھ میں مبتلا ہوتا تھا جب آپؐ خلق خدا کی اپنے خالق سے دوری کو دیکھتے تھے اور اپنی قوم کی اصلاح کے لئے سجدوں میں دعاؤں میں مصروف رہتے، مخلوق خدا کی اپنے خالق سے دوری آپؐ پر بہت گراں گزرتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی تڑپ کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا ہے کہ۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا

(الکہف: 7)

پس کیا تو شدت غم کے باعث ان کے پیچھے اپنی جان ہلاک کر دے گا اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائیں۔

ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان دعاؤں اور اضطراب کو خدا تعالیٰ نے قبول کیا اور آپؐ کو ہادی اکبر، رہبر اعظم اور انسان کامل بنا کر دنیا پر رحم فرما دیا۔

چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اُس امی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اللّٰھم صل وسلم وبارك عليه وآله بعدد همه وغمه وحزنه لهذه الامة وانزل عليه انوار رحمتك الى الابد۔

(برکات الدعا، روحانی خزائن جلد نمبر 6 صفحہ 11)

خدا کی طرف سے بنی نوع انسان کے لئے ہدایت کا سب سے بڑا اور سب سے پیارا خزانہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں اترا اور آپؐ کے وجود کی برکت سے خدا تعالیٰ نے عرب و عجم کے لوگوں کی زندگی میں انقلاب برپا کر دیا تھا۔ وہ قوم جس کو وحشیوں کے نام سے یاد کیا جاتا تھا آپؐ کے وجود کی برکت سے نہ صرف انسان بلکہ بااخلاق انسان اور باخدا انسان بن گئی تھی۔ وہ لوگ جو بھیڑ بکریاں چرایا کرتے تھے ان کو تخت شاہی پر بٹھایا گیا غرض اس جہالت میں ڈوبی قوم کو ایک دنیا کا استاد و معلم بنا دیا اور خدا نما وجود بنا دیا اور وہ لوگ فرش سے اٹھ کر عرش تک جا پہنچے، جن کو لوگ غلام کہتے تھے ان کو ''سیدنا'' کا لقب ملا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

صَادَفْتَهُمْ قَوْمًا كَرَوْثٍ ذِلَّةً
فَجَعَلْتَهُمْ كَسَبِيكَةِ الْعِقْيَانِ

تو نے انہیں گوبر کی طرح ذلیل قوم پایا تو تو نے انہیں خالص سونے کی ڈلی کی مانند بنا دیا۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 591)

آپؐ نے ہدایت کے وہ ستارے زمانے میں پیدا کر دیے تھے جن کے بارے میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

''میرے صحابہ آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں پس جو کوئی بھی ان کی پیروی کرے گا ہدایت پا جائے گا۔''

(ترجمہ الاحکام فی اصول الاحکام، ابن حزم جلد 6 صفحہ 244)

(ترجمہ مشکوۃ المصابیح کتاب المناقب حدیث نمبر 6018)

اسی طرح سیدنا حضرت مسیح موعودؑ اپنی تصنیف لطیف سر الخلافہ میں اپنے منظوم عربی کلام میں فرماتے ہیں کہ

''یقیناً صحابہ سب کے سب سورج کی مانند ہیں انہوں نے مخلوق کا چہرہ اپنی روشنی سے منور کر دیا۔

انہوں نے اپنے اقارب کو اور عیال کی محبت کو بھی چھوڑ دیا اور رسول اللہ کے حضور میں فقراء کی طرح حاضر ہو گئے۔

وہ ذبح کئے گئے اور اپنے صدق کی وجہ سے مخلوق سے نہ ڈرے بلکہ مصیبت کے وقت انہوں نے خدائے رحمان کو اختیار کیا۔

اپنے خلوص کی وجہ سے وہ تلواروں کے نیچے شہید ہو گئے اور مجالس میں انہوں نے صدق دل سے گواہی دی۔

اپنے صدق کی وجہ سے وہ تمام میدانوں میں حاضر ہو گئے۔ وہ ان میدانوں کی سنگلاخ سخت زمین میں جمع ہو گئے۔

وہ صالح تھے اپنے رب کے حضور عاجزی کرنے والے تھے وہ اس کے ذکر میں رو رو کر راتیں گزارنے والے تھے۔''

(ترجمہ منظوم کلام سر الخلافہ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 397)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ غریب و نادار تھے مگر محض اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں مکہ سے اپنا گھر بار چھوڑ کر مدینہ شریف لے آئے تھے اور رہنے کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کے قریب ایک چبوترہ جو صفہ کے نام سے مشہور ہے تعمیر کروایا تھا۔ اس مقام پر ان حضرات کے شب و روز گزرتے تھے اور یہ اصحاب عبادت، ذکر الٰہی اور مجاہدہ نفس میں اپنے دن رات بسر کرتے تھے۔

صلحاء امت کی کوششیں

خدا تعالیٰ نے اسلام کو کسی زمانہ میں بھی اکیلا نہیں چھوڑا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تابعین، تبع تابعین اور پھر صوفیا کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے اسلام کو سنبھالے رکھا ان لوگوں نے دنیا کے کونے کونے میں خلق خدا کو خدا سے ملانے میں اہم کردار ادا کیا اور بلاشبہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان تھا جو نسل در نسل، صدی در صدی، علاقہ در علاقہ، قوم در قوم تقسیم ہوتا رہا ہے اور آج وہ حضرت مسیح موعودؑ کے وجود سے ہوتا ہوا خلافت احمدیہ کے ذریعہ سے دنیا کے کونے کونے میں پھیل رہا ہے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

''ہمیشہ کے لئے بشارت دی کہ اس دین کی کامل طور پر پیروی کرنے والے ہمیشہ آسمانی نشان پاتے رہیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہم یقینی اور قطعی طور پر ہر ایک طالب حق کو ثبوت دے سکتے ہیں کہ ہمارے سید ومولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک ہر ایک صدی میں ایسے باخدا لوگ ہوتے رہے ہیں جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ غیر قوموں کو آسمانی نشان دکھلا کر ان کو ہدایت دیتا رہا ہے۔ جیسا کہ سیّد عبدالقادر جیلانی اور ابوالحسن خرقانی اور ابویزید بسطامی اور جنید بغدادی اور محی الدین ابن العربی اور ذوالنون مصری اور معین الدین چشتی اجمیری اور قطب الدین بختیار کاکی اور فرید الدین پاک پٹنی اور نظام الدین دہلوی اور شاہ ولی اللہ دہلوی اور شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہم و رضوا عنہ اسلام میں گزرے ہیں اور ان لوگوں کا ہزارہا تک عدد پہنچا ہے اور اس قدر ان لوگوں کے خوارق علماء اور فضلاء کی کتابوں میں منقول ہیں کہ ایک متعصب کو باوجود سخت تعصب کے آخر ماننا پڑتا ہے یہ لوگ صاحب خوارق و کرامات تھے۔

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد نمبر 13 صفحہ نمبر 91-92)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے جنوری 1910ء میں ''تصوف'' کے موضوع پر ایک جامع خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے تفصیل سے صوفیائے کرام اور بزرگان اسلام کی اسلام کی خدمت پر روشنی ڈالی جس میں ایک مقام پر آپ فرماتے ہیں:

معلمین میں سے ایک گروہ تو فقہا کا تھا۔ چنانچہ امام ابوحنیفہ، شافعی، مالک، احمد بن حنبل، داؤد، امام بخاری، اسحاق بن راہو یہ رحمھم اللہ ، یہ سب لوگ حامی اسلام گزرے ہیں انہوں نے بادشاہوں کا ہاتھ خوب بٹایا۔

دوسرا گروہ متکلمین کا ہے جن میں امام ابو المنصور الماتریدی، الامام ابو الحسن الاشعری، ابن حزم، امام غزالی، امام رازی، شیخ تیمیہ، شیخ ابن قیم رحمھم اللہ ہیں۔

تیسرا گروہ جنہوں نے احسان کو بیان کیا ہے۔ ان میں سید نا عبد القادر جیلانی بڑا عظیم الشان انسان گزرا ہے ان کی دو کتابیں بہت مفید ہیں۔ ایک فتح ربانی دوم فتوح الغیب۔ دوسرا مرد خدا شیخ شہاب الدین سہروردی ہے جنہوں نے ''عوارف لکھ کر'' مخلوق پر احسان کیا تیسراا دمی جس کے بارے میں بعض علماء نے جھگڑا کیا ہے مگر میں تو اچھا سمجھتا ہوں شیخ محی الدین ابن عربی ہے پھر ان سے اتر کر امام شعرانی گزرے ہیں پھر محمد انصاری ہیں۔

ہزار سال کے بعد شاہ ولی اللہ صاحب ہیں۔ مجدد الف ثانی ہیں۔

ان لوگوں نے اپنی تصنیف پر بہت زور دیا ہے مگر صرف روحانیت سے۔

(خطبات نور صفحہ نمبر 453)

یہ وہ وجود تھے جنہوں نے خلق خدا کو عشق سے سیراب کیا چنانچہ سید نا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

''عالم روحانی کے سب سے بڑے سمندر تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مگر ان سے آگے دنیا میں کئی قسم کی روحانی نہریں جاری ہوئیں چنانچہ دیکھ لو کہ ایک نہر شریعت کی چلی۔۔۔ پھر ایک تصوف کی نہر چلی۔ ایک فلسفہ شریعت کی نہر چلی۔۔۔ اسی طرح تصوف میں، جنید، شبلی، معین الدین چشتی، بہاء الدین صاحب نقشبندی، شہاب الدین صاحب سہروردی وغیرہ جیسے عظیم الشان لوگ گزرے اور پھر یہ ساری نہریں حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں آ کر مدغم ہوگئیں۔''

(سیر روحانی (9) صفحہ 23-24)

یہ وہ روحانیت کے باغ تھے جس کا پھل گذشتہ اور آنے والوں نے کھانا تھا چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

''پھر مادی باغوں سے علیحدہ ہو کر روحانی باغوں نے اپنی نشو ونما شروع کر دی۔ محمدی باغوں میں ایک پودا حسن بصری کا لگا ایک جنید بغدادی کا لگا ایک سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا لگا، ایک شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا لگا، ایک ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا لگا، ایک محی الدین ابن عربی کا لگا، ایک امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا لگا، ایک ابن قیم کا لگا، ایک بہا الدین صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کا لگا، ایک قطب الدین صاحب بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا لگا، ایک فرید الدین صاحب گنج شکر کا لگا، ایک نظام الدین صاحب اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا لگا، ایک حضرت باقی باللہ صاحب کا لگا، ایک داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا لگا، ایک مجدد صاحب سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا لگا، ایک خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ کا لگا، ایک سید احمد صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا لگا اور سب سے آخر پر باغ محمدی کی حفاظت کرنے والے درخت مسیح موعود کا پودا لگا۔''

(سیر روحانی (10) صفحہ 19-20)

بلاشبہ یہ بزرگان دین خدا کی طرف سے ہمارے سامنے ایک واضح نشان تھے جن سے لوگوں نے خدا کو پہچانا اور اسلام کو مانا چنانچہ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''اسلام میں ہر زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوئے جو لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰیٰتٍ مُّبَیِّنٰتٍ کے ذریعہ اسلام کی روشنی کو ظاہر کرتے رہے چنانچہ ابتدائی اسلام میں حضرت جنید بغدادی ہوئے، حضرت سید عبد القادر جیلانی ہوئے، شبلی ہوئے، ابراہیم ادہم ہوئے، ابن تیمیہ ہوئے، ابن قیم ہوئے، امام غزالی ہوئے، حضرت محی الدین ابن عربی ہوئے اور ان کے علاوہ ہزاروں اور بزرگ ہوئے پھر آخری زمانہ میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ہوئے، خواجہ باقی باللہ ہوئے، خواجہ معین الدین صاحب چشتی ہوئے، شیخ شہاب الدین صاحب سہروردی ہوئے، خواجہ بہاء الدین صاحب نقشبندی ہوئے، نظام الدین صاحب اولیاء ہوئے، خواجہ قطب الدین صاحب بختیار کاکی ہوئے، فرید الدین صاحب گنج شکر ہوئے، حضرت احمد صاحب بریلوی ہوئے، حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی ہوئے یہ سب لوگ خدا کا قرب پاکر آیات مبینات کا مقام حاصل کر گئے اور ان میں سے ہر شخص کو دیکھ کر لوگ اپنا ایمان تازہ کرتے تھے پھر ان کا نور دھندلا ہوا تو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہمارے اندر پیدا کیا اور آپ کا وجود ہمارے لئے آیات مبینات بن گیا۔

(تفسیر کبیر جلد ششم تفسیر سورہ النور صفحہ 358-359)

صوفیائے اسلام کی ہندوستان میں خدمات

صوفیائے اسلام اور صلحائے امت نے دامن رسول سے ملنے والے فیضان کو جہاں پوری دنیا میں بانٹا اس میں سے ایک اہم کام ہندوستان میں تبلیغ اور اصلاح امت کا تھا جس کا ذکر حضرت مسیح موعودؑ نے اسلام بزور تلوار پھیلائے جانے کے الزام کے جواب فرمایا ہے آپ فرماتے ہیں:

'' یہ بالکل غلط ہے کہ ہند میں اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلا۔ ہرگز نہیں۔ ہند میں اسلام بادشاہوں نے بجبر نہیں پھیلایا بلکہ ان کو تو دین کی طرف بہت ہی کم توجہ تھی۔ اسلام ہند میں ان مشائخ اور بزرگان دین کی توجہ، دعا اور تصرفات کا نتیجہ ہے جو اس ملک میں گزرے تھے۔ بادشاہوں کو یہ توفیق کہاں ہوتی ہے کہ دلوں میں اسلام کی محبت ڈال دیں۔ جب تک کوئی آدمی اسلام کا نمونہ خود اپنے وجود سے ظاہر نہ کرے تب تک دوسرے پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوسکتا۔ یہ بزرگ اللہ تعالیٰ کے حضور میں فنا ہوکر خود مجسم قرآن اور مجسم اسلام اور مظہر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بن جاتے ہیں۔تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو ایک جذب عطاء کیا جاتا ہے اور سعید فطرتوں میں ان کا اثر ہوتا چلا جاتا ہے۔ نوے کروڑ مسلمان ایسے لوگوں کی توجہ اور جذب سے بن گیا۔ تھوڑے سے عرصہ میں کوئی دین اس کثرت کے ساتھ کبھی نہیں پھیلا۔ یہی لوگ تھے جنہوں نے صلاح و تقویٰ کا نمونہ دکھلایا اور ان کی برہان قوی نے جوش مارا اور لوگوں کو کھینچا۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 523 ایڈیشن 1988ء)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ملفوظات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہندوستان میں اسلام کے پھیلاؤ کا سب سے بہترین اور بھرپور ذریعہ صوفیائے کرام تھے۔ چنانچہ ہندوستان میں اسلام کی اشاعت کی مرکزی وجہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں۔

ہندوستان میں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کا نام سکھایا ہے ان میں حضرت معین الدین چشتی ہیں۔حضرت قطب الدین بختیار کاکی ہیں حضرت فرید الدین شکر گنج ہیں حضرت نظام الدین محبوب الہیٰ ہیں۔حضرت نصیر الدین چراغ دہلی رحمھم اللہ ہیں یہ سب کے سب خدا کے خاص بندے تھے ان کی تصانیف سے پتا لگتا ہے کہ ان کو قرآن شریف اور احادیث سے کیا محبت تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تعلق تھا۔ یہ بے نظیر مخلوقات تھیں بڑا بد بخت ہے وہ جو ان میں سے کسی کے ساتھ نقار رکھتا ہے۔ یہ باتیں میں نے علیٰ وجہ البصیرت کہی ہیں۔

(خطبات نور صفحہ نمبر 453)

تصوف کیا ہے

سب سے پہلے یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ تصوف ہے کیا۔ اس حوالہ سے جب ہم دیکھتے ہیں تو حضرت شہاب الدین سہروردی کی مشہور ومعروف کتاب ''عوارف المعارف'' جو رہتی دنیا تک بلاشبہ علم تصوف پر ایک سند کی حیثیت رکھتی رہے گی، اس کتاب میں حضرت شہاب الدین سہروردیؒ نے تصوف کی وجہ تسمیہ کے حوالہ سے تین احتمالات کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

(1) تصوف یا صوفی کا مادہ صوف (اون) ہے۔ ابتدائی زمانہ میں صوف کے پیرہن ہی استعمال ہوتے تھے۔ انبیاء کرام اور ان کے اصحاب یہی لباس زیب تن کیا کرتے تھے (نیز آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد بھی منقول فرمایا ہے کہ اِنَّ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ یَلْبِسُ الصُّوْفَ وَالشَّعْرَ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صوف اور بالوں کا لباس پہنا کرتے تھے، ان کی غذا درختوں کے پھل تھے اور جہاں شام ہو جاتی وہیں رات بسر کرنے کے لئے رہ جاتے (وہی ان کی منزل اور مکان ہوتا بحوالہ عوارف المعارف باب نمبر 6) اسی بنا پر دنیا کی نعماء سے کم رغبت رکھنے والے امت کے نیکوں اور صالحین نے صوف کے لباس کو اپنایا تا انکساری کا اظہار ہو۔ نیز یہ کہ یہ معمولی قیمت کے کرخت اونی کپڑے انہیں بیدار کر سکیں لہٰذا ایسا لباس زیب تن کرنے والوں کو صوفی کہتے ہیں۔

(2) بعض اہل علم کے نزدیک تصوف صفہ سے ماخوذ ہے۔ صفہ مدینہ منورہ میں وہ مقام تھا جہاں 72 کے قریب صحابہ کرام تعلیم وتربیت اور اصلاح نفس میں مصروف رہتے تھے اور تکمیل تربیت و اصلاح کے بعد انہیں دین کی دعوت دینے کے لئے ملک کے اطراف میں انہیں بھجوایا جاتا تھا اس رعایت سے داعیان دین خود کو صوفی کہلانے لگے۔

(3) تصوف کا مادہ صفوۃ ہے جس کے معنی صفائی اور پاکیزگی کے ہیں اور io اصل لفظ صَفْوِیٌّ تھا جو علم صرف کے قاعدہ تقلیب کے تحت صفوی کے حروف میں تبدیلی سے صوفی بن گیا یعنی ایسا شخص جو دل وجان سے اپنے اندر تبدیلی پیدا کرتے ہوئے صفائی اور تزکیہ نفس میں مشغول رہتا ہے اور نفسانی خواہشات سے اپنے آپ کو پاک رکھتا ہے وہ صوفی ہے اور اس کے اس طریق کا نام تصوف ہے۔

(بحوالہ تصوف روحانی سائنس صفحہ نمبر 16)

ایک صوفیانہ تحریک وقف جدید

ہم دیکھتے ہیں کہ جس طرح قدیم زمانہ میں ہندوستان تمام جرائم کی آماجگاہ بنا ہوا تھا، اسلام سے بے رغبتی تھی، جہالت کی سیاہ رات تھی صوفیائے اسلام نے اس اندھیرے کو اجالے میں بدلا مشرکوں کو توحید کا عاشق، تفریق شدہ معاشرے کو برابری دینے والا بنایا تھا۔ اسی طرح آج کے زمانہ میں بھی دنیا ظاہری و باطنی شرک میں مبتلاء ہے۔ تو اس ظاہری و باطنی شرک، معاشرے کی تفریق، دین اسلام سے بے رغبتی، خلق خدا کی خدا سے دوری، الغرض موجودہ زمانہ کی روحانی ویرانی اس بات کا تقاضا کر رہی ہے کہ آج بھی ان صوفیائے کرام کی بہت ضرورت ہے جب 1947ء میں برصغیر تقسیم ہوا اور تبلیغ اور اشاعت کے میدان میں کمزوری محسوس کی گئی تو اس زمانہ کی حالت زار کی پکار کو سنتے ہوئے اور اذن الٰہی سے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک صوفیانہ تحریک یعنی وقف

بقیہ صفحہ 13 پر

علامہ ایچ ایم طارق

حضرت صاحبزادہ مرزا انس احمد مرحوم کی یاد میں

2018ء کا سال تو اپنے پیاروں کی جدائی کے لحاظ سے عام الحزن ہی بن گیا۔حضرت صاحبزادہ مرزا انس احمد جیسے پیارے وجود بھی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ ۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی مغفرت کی چادر میں ڈھانپ لے،درجات بلند فرمائے اور سلسلہ کو ایسے مخلص اور وفاشعار خادم سلسلہ عطا فرماتا رہے۔ آمین

حضرت میاں صاحب گوناگوں صفات کے مالک تھے۔ خداترسی، محبت الٰہی،عشق قرآن، عشق رسولؐ،سادگی، تواضع اور رحمت وشفقت آپ کے نمایاں اوصاف تھے۔ عالم باعمل تھے۔حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کا بھی خیال رکھتے۔غرباء اور مساکین کا بہت احساس تھا۔ کسی ضرورت مند کو خالی ہاتھ واپس نہ کرتے خواہ قرض لے کر ہی اس کی مدد کیوں نہ کرنی پڑتی۔

آپ ایک علمی شخصیت تھے،حصول علم کا خاص ذوق تھا اور اس کے لئے آپ نے بہت محنت اور مجاہدہ کیا۔خود بیان کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کا پہلا دور انہوں نے میٹرک کے امتحان کے بعد فراغت کے عرصہ میں مکمل کرلیا تھا۔ رسول اللہؐ کے سچے عاشق تھے اور اسی مناسبت سے علم حدیث سے بھی خاص ذوق اور لگاؤ بلکہ محبت تھی۔جس کے لئے آپ نے ذاتی محبت اور مطالعہ سے عربی زبان میں اتنی قابلیت اور مہارت پیدا کرلی کہ احادیث کے علاوہ ان کی عربی شروح وغیرہ بھی زیر مطالعہ رکھتے تھے۔ میٹرک کے بعد صحیح بخاری آپ نے حکیم خورشید احمد صاحب سے پڑھی تھی۔ اس کے بعد صحاح ستّہ اور دیگر کتب حدیث کا ذاتی شوق سے مطالعہ کیا اور آخر دم تک ایک طالب علم ہی رہے۔کتب حدیث کا ایک بہت عمدہ اور قیمتی ذخیرہ انہوں نے ایک زرِکثیر سے اپنی لائبریری میں جمع کیا جس میں بہت مفید نایاب کتب موجود ہیں اور اس لحاظ سے ان کی ذاتی لائبریری بے نظیر اور اپنی مثال آپ ہے۔علم حدیث سے اتنا شغف تھا کہ اس کے دیگر موضوعات علم الرّجال اور علمِ اصولِ حدیث پر بھی دستیاب کتب اپنے پاس جمع کر رکھی تھیں اور ان کا گہرا مطالعہ فرما کر یہ امور زیر بحث لاتے رہتے تھے۔

1980ء میں جامعہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد خاکسار کے سپرد بھی علم حدیث میں تخصّص کی ذمہ داری ہوئی۔ اسی زمانہ میں محترم میاں صاحب سے تعارف اور رابطہ بڑھا، جو علم حدیث سے ان کی محبت کے باعث بے تکلّف دوستی میں بدل گیا پھر یہ عاجز آپ کے بے پایاں احسانات کا ہمیشہ مرہون منت رہا۔سالہا سال حدیث کے موضوع پر روزانہ قریباً ایک گھنٹہ تک ہماری علمی کلاس ہوتی رہی۔ جس میں مشکل مقامات حدیث حل کرنے اور مختلف کتب کے مطالعہ کا دور اور تبادلہ خیال کا موقع ملتا تھا۔ حدیث وسیرت کے مطالعہ کے علاوہ حصول وخرید کتب میں بھی ہماری مسابقت کی ایک دوڑ ہمیشہ رہتی تھی۔

خاکسار کو کچھ عرصہ آپ سے انگریزی پڑھنے کا موقع بھی ملا۔

تراجم صحاح ستّہ کے سلسلہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نور فاؤنڈیشن کا بورڈ بنایا تو اس میں محترم میاں صاحب کو بھی ممبر مقرر فرمایا۔میاں صاحب موصوف نے باوجود اپنے دفتری کاموں کے ازخود ذاتی طور پر مسند احمد بن حنبل کے اردو ترجمہ کا سب سے مشکل اور طویل کام اپنے ذمہ لے لیا اور پھر دیگر مصروفیات اور خرابی صحت کے باوجود اسے مسلسل جاری رکھا اور ایک حصہ کا ترجمہ جو سینکڑوں احادیث پر مشتمل ہے آپ نے مکمل بھی کرلیا تھا۔ آپ کی یہ خدمت بھی یادگار رہے گی۔

یہی حال کتب حضرت مسیح موعودؑ کے انگریزی ترجمہ کے لئے آپ کی محنت کا تھا۔جس کے لئے آپ بیماری میں آخری دم تک خدمت بجالانے کی توفیق پاتے رہے۔

آپ کی محبت حدیث کا ایک خوبصورت نظارہ رمضان المبارک میں آپ کے درسِ حدیث سے ہوتا تھا۔ بڑے اہتمام اور محنت سے آپ یہ درس تیار کرتے جو بالعموم سیرت رسولؐ کے مختلف موضوعات پر ہوتا تھا اور اس میں نادر اور قیمتی مواد جمع کرکے پیش فرماتے تھے۔ آواز میں بھی ایک خاص سوز وگداز تھا ۔ آپ ایسے خاص جذبہ عشق اور دلنشین انداز سے درس دیتے کہ انسان کچھ لمحات کے لئے اپنے آپ کو قرونِ اولیٰ کے دور میں محسوس کرتا۔ ان درس احادیث کا ایک حصہ افادہ عام کے لئے ماہنامہ انصار اللہ کی زینت بھی بن چکا ہے۔

جلسہ سالانہ ربوہ میں بھی آپ کو کئی سال تک تقاریر کی سعادت ملی۔

آپ کے علمی ذوق کے باعث اکثر وبیشتر ہر ملاقات اور نشست میں کسی نہ کسی موضوع پر علمی گفتگو یا بحث کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ خلافت احمدیہ کے فدائی اور شیدائی تھے ۔ گزشتہ سالوں میں جلسہ برطانیہ پر جاتے ہوئے بطور خاص تاکید کرتے کہ حضور کی خدمت میں میرا نام لے کر محبت بھرا سلام عرض کرنا جس کی سعادت ملتی رہی۔

اس عاجز پر آپ کے بہت احسان ہیں۔ کئی کتب اور بعض تبرک حضرت مسیح موعودؑ بھی تحفہ عطا فرمائے۔ ایک عرصہ تک بڑی مستقل مزاجی سے نظارت اصلاح وارشاد مقامی کی گاڑی میں اس عاجز کو نماز جمعہ کے لئے جامعہ کے کوارٹر سے بیت الاقصیٰ لے کر جاتے رہے۔

آپ کے تعلق باللہ کا اندازہ خدا تعالیٰ کے حضور آپ کی ایک دعا اور مناجات سے ہوسکتا ہے جو آپ نے اپنے قلم سے لکھ کر اس عاجز کو بھی عطا کی:

''تیرا نابکار بندہ جس کا نام انس احمد ہے اور جس پر تیرے اس قدر infinte احسانات ہیں کہ نہ ان کا شمار کیا جاسکتا ہے نہ ان کا شکر ادا کیا جاسکتا ہے لیکن وہ اس قدر ناشکرا اور پُر از گناہ ہے کہ اس کے گناہ تیری

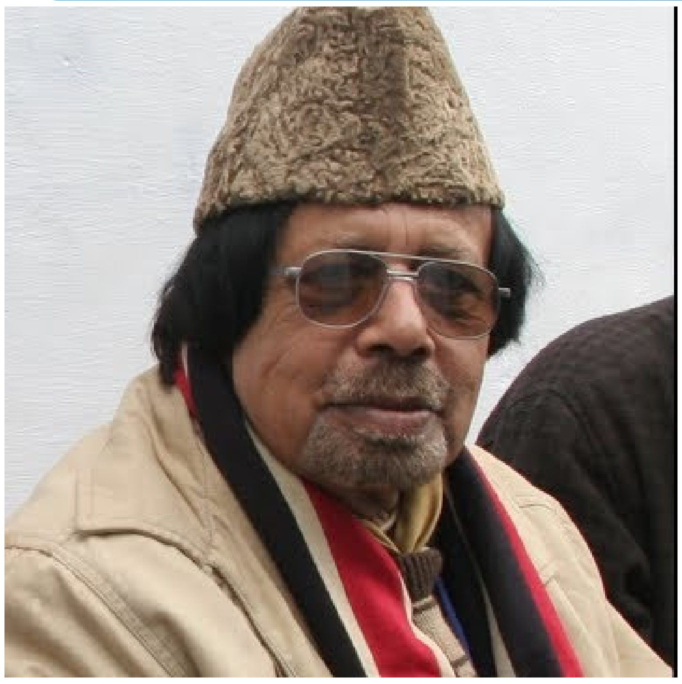

رحمت کی حدود سے باہر نکل گئے ہیں اس قدر گناہ گار ہے کہ آدم سے لے کر قیامت تک ایسا گناہ گار پیدا نہیں ہوگا۔ اگر اس پر تو نے فضل نہ کیا تو وہ مارا جائے گا اور تجھے منہ دکھانے کے قابل نہ رہے گا۔ اب سوائے تیرے دروازہ کہ اس پر ہر دروازہ بند ہے۔ وہ تیرے اور تیرے محمد ﷺ اور تیرے مسیح کے دیدار کا مشتاق ہے۔لیکن اندھیرا نور سے نہیں مل سکتا اور اس کے اندھیروں کو تو نے خود قرآن میں سورۃ نور میں بیان فرمایا ہے۔سو اس کی امید عبث ہے۔ اگر تو اس کی ہلاکت چاہتا ہے تو وہ تیرا بندہ ہے اور اگر تو اس کو بچانا چاہتا ہے تو تو بہت غفور ورحیم ہے۔ سو نہ اس کو آزمانا، نہ اس کو اس حالت میں چھوڑنا۔ میرے آقا حضرت احدیت کا ''کُنۡ'' اس کو آباد کرسکتا ہے اگر یہ ''کُنۡ'' نہ ہو تو وہ بدبخت مارا جائے گا۔سو رحم کر رحم کر رحم کر۔

تو یہ فضل بھی کر کہ اس کی دعاء خاص کو قبول کر لے اور اس کی سب دعاؤں کو قبول کر لے۔''

حضرت مرزا انس احمد مرحوم سے بعض دفعہ اختلاف رائے بھی ہوا لیکن آپ نے ہمیشہ محبت کا سلوک فرمایا۔ آپ کے دل میں اس عاجز کے لیے جو ہمدردی تھی اس کا اندازہ آپ کے اس مکتوب سے خوب ہوتا ہے جو خلافت رابعہ کے زمانہ میں آپ نے اس عاجز کو تحریر فرمایا:

''مجھے تو آپ سے کبھی ایک لحہ کے لیے بھی بغض اور کینہ پیدا نہیں ہوا اور الحمدللّٰہ کہ اللہ نے میرے دل کو ایسے منفی جذبات سے ہمیشہ پاک وصاف رکھا ہے اور حضرت احدیت سے امید کرتا ہوں کہ وہ آئندہ بھی اپنے اور فضلوں کے ساتھ اس رنگ میں بھی مدد فرماتا رہے گا۔ پہلے محض للہ آپ سے انتہائی محبت تھی۔جس کے آپ ہی نہیں ایک دنیا گواہ تھی اور ہے۔ ۔ ۔کچھ عرصہ قبل نماز پڑھتے ہوئے مجھے خیال آیا کہ اللہ نے تو اس لیے پیدا کیا ہے کہ ہمارا وجود ایک عالم میں مٹھاس اور حسن پیدا کرنے والا ہو نہ کہ مُریّت اور بدصورتی۔

شاید اسی خیال نے نفس کے اندر کچھ انقلاب پیدا کیا۔ بہرحال اب وہ برزخ کا زمانہ کالعدم ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی عفو میں اور اپنی عنایتوں کی چادر میں ڈھانپے رکھے۔ آمین

۔ ۔ ۔ میں تو اپنی زندگی کا آخری over کھیل رہا ہوں کسی لحہ بھی مولا کریم کا بلاوا آسکتا ہے۔ یہ سب کچھ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی توجہ سے

بقیہ صفحہ 12 پر

مولانا سید شمشاد احمد ناصر۔ امریکہ

تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے

ذاتی تجربات کی روشنی میں

قسط 66

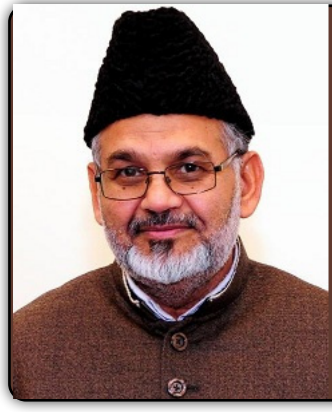

پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 3 جون 2011ء میں صفحہ 13 پر خاکسار کی تصویر کے ساتھ خاکسار کا یہی مضمون ''اسلام سے نہ بھاگو راہ ہدیٰ یہی ہے'' ایک اور تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس تصویر میں وطن عزیز میں تباہی و بربادی دکھائی گئی ہے۔ یہ مضمون بالکل وہی ہے جس کا ذکر اوپر دوسرے اخبار کے حوالہ سے گذر چکا ہے۔

الانتشار العربی نے اپنی اشاعت 8 جون 2011ء میں صفحہ 19 پر حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک خطبہ جمعہ کا خلاصہ حضور انور کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس خطبہ جمعہ میں حضور انور نے نماز، دعا اور اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔

حضور انور نے سورۃ التوبہ کی آیت کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ سے استدلال فرمایا کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض پایا اور پھر اسی فیض کو ہم تک پہنچانے کا حق ادا کیا۔

حضور انور نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا ایک خطبہ جو آپ نے 1907ء میں ارشاد فرمایا تھا کا اقتباس بھی پڑھا کہ جس میں دعا کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ قرآن کریم کی ابتداء بھی دعا سے ہوتی ہے اور قرآن کریم کے آخر میں بھی دعائیہ سورت ہے۔ انسان کمزور ہے اور فضل الٰہی کے بغیر وہ کسی قسم کے درجات حاصل نہیں کرسکتا اور نہ اس کے بس میں ہے کہ وہ اپنی تطہیر خود کر سکے اور نہ ہی وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر کسی قسم کی نیکی کرنے کے قابل ہے۔ اگر آپ خدا تعالیٰ کا فضل حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے بھی خدا کے حضور دعا کرنی چاہئے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ اگر نماز میں وساوس آتے ہوں تو اس کا علاج بھی یہی ہے کہ نماز پڑھتے جائیں اور خدا کے حضور دعا کرتے رہیں کہ وہ اس سے بچائے۔

انسان زبان سے اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ پڑھتا رہتا ہے لیکن اس کا دل دنیا کے ہموم وغموم میں مشغول رہتا ہے اس کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ خدا تعالیٰ ہی سے دعا کرے اور دعا کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ

Muslim Imam presents Holy Qur'an as token of Thanksgiving - Los Angeles Islam | Examiner.com

examiner.com
Muslim Imam presents Holy Qur'an as token of Thanksgiving

November 29, 2013

A Muslim Imam invited to attend special service at a local church in California presented a copy of the Holy Qur'an as a special token of thanks from the Muslim community.

Imam Shamshad Ahmad Nasir, Southwest Regional Missionary of the Ahmadiyya Muslim Community, accompanied by Rahman Abdul Aleem, interfaith outreach director for the Baitul Hameed Mosque in Chino, attended the special Thanksgiving Service at the First Church of Christ, Scientist in Ontario.

The Holy Qur'an was presented to Pastor Michael Ingram of the Christian Science church.

Imam Shamshad Nasir said he could not think of a better present than the Holy Qur'an on the Thanksgiving Day. "The Holy Qur'an is the best gift for the

نقطہ نظر
انڈے کو اندر سے ٹوٹنے دیں!
تحریر: امام سید شمشاد ناصر لاس اینجلس

سوز و گداز سے کرے۔ آپ نے فرمایا: اَلصَّلٰوۃُ هِیَ الدُّعَا کہ نماز ہی دعا بھی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق تھا کہ جب بھی کوئی حاجت درپیش ہوتی یا کوئی تکلیف ہوتی یا کسی مصیبت کا سامنا ہوتا تو آپ فوراً نماز میں کھڑے ہو جاتے۔ انسان کو چاہئے کہ وہ عبد کامل بن کر خدا کے حضور گریہ وزاری کرے تب اس کی مشکلات کا حل ہو جاتا ہے۔

دعا کی اجابت کے لئے استقامت بھی شرط ہے۔ یعنی یہ کہ دعا سے اکتانہ جائے بلکہ کرتا ہی چلا جائے۔ کیوں کہ استجابت کے لئے استقامت شرط ہے۔ حضور نے قرآن کریم کی اس آیت سے بھی استدلال فرمایا فَوَیۡلٌ لِّلۡمُصَلِّیۡنَ کہ بعض نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے۔ جو کہ اپنی نماز سے غافل ہیں بعض لوگ نصیحت ایک کان سے سنتے ہیں تو دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو بے نیاز ہے وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ انسان کو دیکھو کہ جب اس کی بیوی یا بچہ بیمار ہو جائے تو پھر کس قدر قلق اور پریشانی کا اظہار کرتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے حضور اضطراب سے دعائیں کرنی چاہئے کیوں کہ قبولیت دعا کے لئے اضطراب بھی شرط ہے۔

اس ضمن میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الکہف کی آیت فَمَنۡ کَانَ یَرۡجُوۡا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلۡیَعۡمَلۡ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشۡرِكۡ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا بھی تلاوت کی اور اس کی تشریح بھی فرمائی۔

نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 10 جون تا 16 جون 2011ء میں صفحہ 12 پر خاکسار کا مضمون بعنوان ''لغو اور فالتو کاموں سے پرہیز'' خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ یہ مضمون کچھ اس طرح ہے:

''میں نے کسی کتاب میں ایک واقعہ پڑھا تو خیال آیا کہ آپ کو بھی میں یہ واقعہ سناؤں۔ کہتے ہیں کہ اٹلی کے ایک باشندہ نے امریکہ میں آئس کریم بیچنے کا پیشہ اختیار کیا۔ کچھ دنوں بعد اس شخص نے حکومت امریکہ کو امریکہ کی شہریت اختیار کرنے کی درخواست بھی دی جو منظور کر لی گئی جب اسے انٹرویو کے لئے بلایا گیا تو اس سے چند سوالات پوچھے گئے۔ اس نے سب سوالوں کے ٹھیک ٹھیک جواب دیے۔ آخر میں اس سے جب یہ سوال پوچھا گیا کہ تم امریکہ کی شہریت اختیار کرنے کے بعد یہاں کے صدر بننے کی خواہش بھی کرو گے؟ تو اٹلی کے باشندے نے جواب دیا۔ جی نہیں۔ کیوں کہ میں آج کل آئس کریم بیچنے میں اتنا مصروف ہوں کہ میرے پاس فالتو کاموں کے لئے ایک منٹ بھی نہیں ہے۔''

اسے ایک حقیقت سمجھ لیں۔ مفروضہ سمجھ لیں۔ میرا مقصد اس واقعہ کو بیان کرنے سے امریکہ کی سیاست میں دخل اندازی نہیں ہے اور نہ ہی کسی سے یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ ضرور امریکہ کے صدر بننے کی خواہش کریں۔ میں نے جو عنوان باندھا ہے کہ لغو اور فالتو کاموں سے پرہیز کریں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کی طرف توجہ دلاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو نعمتیں ایسی عطا کی ہیں کہ وہ ان کے بارے میں ناشکری، ناقدری اور تغافل برتتا ہے ان میں سے ایک صحت ہے دوسرے فارغ اوقات (یعنی فراغت کے لمحے) صحت کے دنوں میں عبادت سے کتراتا ہے اور جب انسان قوی ہو صحت مند ہو تو عبادت بہتر رنگ میں بجا لا سکتا ہے۔ اسی وجہ سے ایک اور حدیث میں یوں فرمایا ہے کہ سات 7 ایسے اشخاص ہیں کہ قیامت کے دن ان پر سوائے میری رحمت کے اور کوئی سایہ نہ ہوگا اور ان سات میں سے ایک وہ جوان جس نے اپنی جوانی عبادات الٰہی میں گزاری۔

اصل عبادت جوانی کے ایام میں ہی ہوتی ہے۔ جب انسان ریٹائر ہو جائے، بوڑھا ہو جائے کچھ کرنے کے قابل نہ رہے تو عبادت بھی صحیح رنگ میں نہیں ہوسکتی۔ پس نوجوانوں سے ایک بات تو یہ کہنی ہے کہ ان ایام کو غنیمت جانو اپنی صحت کا خیال رکھو اور خدا کی عبادت بجا لاؤ جس میں نماز اول ہے۔ بلاناغہ 5 وقت کی نمازیں اپنے وقت پر پڑھنے کی کوشش کرو اور اگر تہجد بھی پڑھو تو پھر تو بہت ہی خوب اور اچھا ہوگا۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۙ﴿۲﴾ الَّذِیۡنَ هُمۡ فِیۡ صَلَاتِهِمۡ خٰشِعُوۡنَ ۙ﴿۳﴾ کامل مومن اپنی مراد کو پہنچ گئے جو اپنی نمازوں میں عاجزانہ رویہ اختیار کرتے ہیں اور لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں۔

سورہ مومنون کی آیات میں مومنوں کی چند خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔ اوّل نماز عاجزی اور خشوع و خضوع سے، دوسرے لغو کاموں سے پرہیز، لغو کام کیا ہیں اس کی تفصیل میں جانا تو اس وقت ممکن نہیں صرف چند باتیں گنوائی جاسکتی ہیں مثلاً شطرنج، تاش کھیلنا، فضول گپیں ہانکنا، مجلسیں لگائے رکھنا، بے کار زندگی بسر کرنا۔ فارغ اوقات TV کے آگے گزارنا۔ ہر وقت گیمز ہی دیکھتے رہنا اور وقت ضائع کرنا۔ بعض بچے تو گھنٹوں TV دیکھتے رہتے ہیں اور پھر اس سے اور قسم کی برائیاں بھی معاشرہ میں جنم پا رہی ہیں۔ پھر شادی بیاہ کے مواقع خوشی کے ہوتے ہیں ایسے موقعوں پر فضول خرچی سے کام لیا جاتا ہے حالانکہ سادگی سے بھی وہی کام کیے جاسکتے ہیں۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانیؓ) نے ان مندرجہ بالا آیات کی تشریح بھی فرمائی ہے جو پڑھنی چاہئے۔ اس میں آپ نے نصیحتاً فرمایا کہ وہ تمام ایسے کاموں سے بچیں گے جن سے ان کی ذات یا قوم یا ملک کو کوئی فائدہ نہ پہنچتا ہو اور وہ اپنے ملک اور قوم کی ترقی کے لئے ہر قسم کی قربانیاں کرنے کو تیار رہیں گے۔ اس ضمن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مرد ریشم اور سونا نہ پہنیں اور اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے اور چاندی کے برتن استعمال کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ پھر زیورات پر زیادہ خرچ بھی نہ کرنا چاہئے۔ جس سے تفاخر کی روح کو ختم کرنا مراد ہے۔ پھر آج کل سینما اور تھیٹر سے وقت کا ضیاع ہو رہا ہے۔ مومن صرف لغو کاموں ہی سے نہیں بلکہ لغو خیالات سے بھی بچتے ہیں۔

ہمارے موجودہ امام حضرت مرزا مسرور احمد (خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) نے بھی متعدد مواقع پر اپنے خطبات میں لغو کاموں اور فضول خرچی سے منع فرمایا ہے۔ ایک دفعہ آپ نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں اس حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھی توجہ دلائی جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ اخراجات میں میانہ روی اور اعتدال نصف معیشت ہے اور لوگوں سے محبت سے پیش آنا نصف عقل اور سوال کو بہتر رنگ میں پیش کرنا نصف علم ہے۔

آپ نے اس حدیث کو بھی بیان فرمایا کہ ''جس شخص نے دلی اطمینان اور جسمانی صحت کے ساتھ صبح کی اور اس کے پاس ایک دن کی خوراک ہے اس نے گویا ساری دنیا جیت لی اور اس کی ساری نعمتیں اسے مل گئیں۔''

پس صحت کے ایام سے فائدہ اٹھائیں اور فارغ اوقات سے بھی۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

بقیہ صفحہ 14 پر

م م محمود

سو سال قبل کا الفضل

26/ اکتوبر 1922ء پنج شنبہ (جمعرات) مطابق 4 ربیع الاول 1341 ہجری

صفحہ اول پر مدینۃ المسیح کی خبروں میں حضرت مصلح موعودؓ کی ناسازیٔ طبع کے بارے میں خبر درج ہے نیز تحریر ہے کہ ’’باوجود اس قدر تکلیف کے حضور درسِ قرآنِ کریم روزانہ دیتے ہیں۔‘‘

اسی طرح مدینۃ المسیح کی خبروں میں ہی حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کا روزانہ بعد نمازِ مغرب مہمان خانہ میں درسِ حدیث دینے کا ذکر ہے۔

صفحہ اول و دوم پر حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیرؓ کی رپورٹ بعنوان ’’گولڈ کوسٹ میں تبلیغی کام‘‘ کے عنوان سے شائع ہوئی ہے۔ مذکورہ رپورٹ کی ابتداء میں انہوں نے مولوی فضل الرحمان صاحب،مبلغ گولڈ کوسٹ(غانا) کی تبلیغی مساعی کا ذکر کیا ہے۔ 15افراد کی قبولیتِ اسلام مع اسماء کا ذکر ہے۔

صفحہ 3 اور 4 پر اداریہ شائع ہوا ہے۔ جو متفرق مضامین پر مشتمل ہے۔ اولاً ذکر کیا گیا ہے کہ کیا ’’خلیفۃ المسلمین‘‘،معزول ہوسکتا ہے۔ اس عنوان کے تحت سلطان ترکی جنہیں اُس زمانہ میں ’’خلیفۃ المسلمین‘‘ کہاجاتا تھا، کی معزولی کا ذکر کرتے ہوئے سوال کیا گیا ہے کہ شریعتِ اسلامیہ کی رُو سے یہ کیونکر جائز ہوسکتی ہے اور کن دلائل شریعہ کی رُو سے خلافت کی قبا ’’خلیفۃ المسلمین‘‘ سے اتاری جاسکتی ہے۔ اخبار لکھتا ہے کہ ’’ہم نے تمام مسلمانان ہندوستان سے عموماً اور جمیعۃ العلماء ہند سے خصوصاً دریافت کیا تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس وقت تک ہماری نظر سے اس کا کوئی جواب نہیں گزرا۔ اگرچہ ’خلیفۃ المسلمین‘ ترکی کی معزولی فی الحال ملتوی ہوگئی ہے۔ لیکن چونکہ مسلمانانِ ہند جس طرح پہلے کئی ٹرکش خلیفوں کی معزولی دیکھ چکے ہیں۔ اسی طرح موجودہ ’’خلیفۃ المسلمین‘‘ کی معزولی بھی ان کے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں اور بڑے اطمینان اور تسلی کے ساتھ اسے بھی گوارا کرنے کے لیے تیار نظر آتے ہیں۔‘‘

اخبار اس بیان پر لکھتا ہے کہ ’’اس کے متعلق ہم صرف اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں کہ وہ عیسائیت جو یسوع مسیح کی طرف منسوب کی جاتی ہے اور جس کی بنیاد اناجیل موجودہ پر ہے۔ وہ مسٹر لائڈ جارج کو قطعاً عیسائی تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ اس کی تو یہ تعلیم ہے کہ ’’جو کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کے آگے پھیر دے۔‘‘

اخبار اس کے ذیل میں تحریر کرتا ہے کہ ’’تازہ خبروں سے (جو مفصل طور پر ممالک غیر کی خبروں کے زیرعنوان درج کی گئی ہیں) معلوم ہوا ہے کہ جس تلوار کے گھمنڈ پر مسٹر لائڈ جارج نے باوجود عیسائی کہلانے کے عیسائیت کی تعلیم کو ٹھکرا دیا تھا اور اس کے حمایتیوں نے اس پر تالیاں بجائی تھیں وہ اس کے ہاتھ سے گر چکی ہے۔ یعنی وزارتِ عظمیٰ اس کے ہاتھ سے جاتی رہی ہے۔ ترکوں جیسی مظلوم اور بے کس قوم کی آہیں اس کی تلوار اور طاقت پر غالب آ گئی ہیں اور جس برتے پر وہ اس قدر تلوار کے جوہر دکھانے کے لیے بے قرار ہو رہا تھا وہ ایک لمحہ میں اس سے محروم ہو گیا۔

صفحہ نمبر 5 تا 7 پر زیرِعنوان ’’دشمن کا حملہ دشمن ہی پر (خلافتِ احمدیہ کے خلاف دوسرا گمنام ٹریکٹ)‘‘ ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ یہ مضمون 16اکتوبر 1922ء میں شائع شدہ مضمون کے تسلسل میں ہے۔ جس کا ذکر الفضل آن لائن 15اکتوبر کے شمارہ میں کیا جا چکا ہے۔

اختصاراً پس منظر کچھ یوں ہے کہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی خلافت کے اواخر میں خداتعالیٰ کی جانب سے قائم کردہ سلسلۂ خلافت کو مٹانے کی غرض سے لاہور سے ایک ٹریکٹ گمنام طور پر ’’اظہارِحق نمبر‘‘ کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ اس کا جواب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ارشاد پر انجمن انصاراللہ کی جانب سے ’’رسالہ خلافتِ احمدیہ وضمیمہ خلافتِ احمدیہ‘‘ کے نام سے قادیان سے شائع ہوا۔ اس ٹریکٹ کے صرف دو نمبر لاہور سے نکل کر رہ گئے۔ مذکورہ ٹریکٹ تاریخ وحقیقتِ اختلاف غیر مبایعین پر بخوبی روشنی ڈالنے والا ہے۔ اس لیے اخبار الفضل میں اس کومن وعن شائع کیا گیا۔

ان دونوں ٹریکٹس میں جس قدر اتہامات اور بہتانات خلافتِ اولیٰ اور خلافتِ ثانیہ اور دیگر بزرگانِ سلسلہ پر لگائے گئے ان کے دندان شکن جوابات ان ٹریکٹس کے جوابات میں جماعت کی جانب سے دیئے گئے۔

دوسرا مقصد مخالفین کے ان اعتراضات کو بعینہٖ اسی طرح شائع کرنے کا یہ تھا کہ ہر دیکھنے والی آنکھ اس بات کا مشاہدہ کر لے کہ ایک وقت دشمنانِ خلافت نے خلافتِ حقہ احمدیہ اسلامیہ کو مٹانے کی غرض سے جو اعتراضات کیے اور جن تحفظات کا اظہار کیا۔ قریباً نو سال بعد ہی خداتعالیٰ نے خلافت کے ساتھ فعلی شہادات کے ذریعہ یہ ثابت کر دیا کہ نو سال قبل فتنہ کی غرض سے پھیلائے گئے گمنام ٹریکٹس محض دھوکہ دہی اور سادہ لوح افراد کو بہکانے کی خاطر تھے۔

چنانچہ ان دو وجوہات کی بناء پر منافقین کی جانب سے خلافتِ اولیٰ میں شائع کردہ یہ گمنام ٹریکٹس مورخہ 16اکتوبر اور 26اکتوبر کو الفضل نے اخبار میں شائع کیے۔

مذکورہ بالا اخبار کے مفصل مطالعہ کے لیے درج ذیل لنک ملاحظہ فرمائیں۔

https://www.alislam.org/alfazl/rabwah/A19221026.pdf

بقیہ: صاحبزادہ مرزا انس احمد مرحوم کی یاد میں.. از صفحہ 10

آپ کو حدیث کے لیے تیار کیا گیا اور اللہ کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی توجہ آپ پر ہے اور حضور کو آپ پر بہت حسن ظن ہے اور بجا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان پر دو خلفاء کی توجہ اور دعاؤں کے نتیجہ میں آپ کے اندر اللہ کے فضل سے یہ اہلیت موجود ہے کہ اگر چاہیں اور محنت کریں تو حدیث کے میدان میں جو کمی ہے وہ بہت حد تک پوری ہوسکتی ہے لیکن آپ جانتے ہیں کہ یہ انتہائی لگن، انتھک محنت، پِتہ مارنے اور دعاؤں کے ساتھ ہی ہوسکتا ہے۔ کیا یہ امید کرسکتا ہوں کہ آپ اس ذمہ داری کو اٹھانے کے لیے پہلے نیت کریں گے اور پھر اللہ کا نام لے کر اس راستہ پر چل پڑیں گے؟ اس راہ کے کیا تقاضے ہیں؟ یہ راہ کتنی مشکل ہے اور آنحضرت ﷺ پر فداہ امی و ابی کے حوالے سے یہ ذمہ داری کیسے اخلاص اور دیانت اور محنت کو چاہتی ہے۔ ان سب باتوں کا آپکو علم ہے۔ مجھے بتانے کی ضرورت نہیں۔

آخر میں پہیلی کے طور پر ایک سوال کا جواب چاہتا ہوں۔ کیا کوئی ایسی بات ہے جس کا امر خدا کی طرف سے ہو اور ہم حق بجانب ہوں کہ انکار کریں کہ یااللہ! یہ تیری بات نہیں مانیں گے۔ اگر ہے تو کونسی ہے؟

اللہ کے فضل سے اور محض اس کے فضل سے جو دعاؤں کی توفیق ملتی ہے ان میں مجھے سب سے پیاری دو دعائیں لگتی ہیں۔ ایک یہ کہ ’’یا اللہ! ہر وہ خیر جو حضرت محمد ﷺ نے اور حضرت مسیح موعودؑ نے تجھ سے مانگی وہ ہم عاجز بندوں کو بھی عطا کر دے اور ہر وہ شر جس سے تیرے رسول ﷺ اور تیرے مہدی علیہ السلام نے پناہ مانگی ان سے ہمیں بھی پناہ عطا کر۔‘‘

اور دوسری یہ کہ ’’یا اللہ! ساری دنیا کی نظروں سے اپنے وجود میں پوشیدہ کر لے اور بس میری اور تیری ایک دنیا ہو۔ تو جانتا ہے کہ میری اصل دعا اور اصل خواہش یہی ہے کہ تو مل جائے کہ تو ہی سچ ہے اور باقی سب جھوٹ۔‘‘

ان سطور سے جہاں حضرت میاں صاحب کے قلب صافی، تعلق باللہ اور محبت رسولؐ کی اندرونی کیفیت ظاہر ہوتی ہے وہاں جماعت کی ضروریات اور ترقی کے لیے درد کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے نیک اور برگزیدہ وجود ہماری جماعت میں پیدا فرماتا رہے جو سلسلہ کا درد رکھنے والے اور خلافت احمدیہ کے فدائی ہوں اور حضرت میاں صاحب کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ آمین

رپورٹ: فرخ شبیر لودھی۔ نمائندہ الفضل آن لائن، لائبیریا

سیمینار تحریک جدید لائبیریا

25 ستمبر بروز اتوار جماعت احمدیہ لائبیریا نے تحریک جدید کے موضوع پر ایک سیمینار بمقام مسجد بیت المجیب نیشنل ہیڈ کوارٹرز میں منعقد کیا۔

پروگرام کے مطابق دوپہر 12:00 بجے مکرم ومحترم نوید احمد عادل صاحب امیر ومشنری انچارج لائبیریا کی زیر صدارت سیمینار کا باقاعدہ آغاز عزیزم عاشر احمد نے تلاوت قرآن کریم سے کیا۔ بعدہ مکرم امیر صاحب نے اختصار سے سیمینار کے انعقاد کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ تحریک جدید صرف چندہ کی ادائیگی کا ہی نام نہیں بلکہ اس بابرکت سکیم کے آغاز کا ایک پس منظر ہے جس پر مقررین کرام تاریخ کے آئینہ میں اپنی گزارشات پیش کرتے ہوئے معاندین احمدیت کے مذموم عزائم اور ان کے بالمقابل جماعت احمدیہ کی مالی اور افرادی قوت، پرخلوص قربانیوں اور ان کے بدلہ میں نازل ہونے والے افضال الٰہی کا ذکر کریں گے۔ لیکن اگر دو لفظوں میں تحریک جدید کو بیان کرنے کی کوشش کی جائے تو اس کے ذریعہ سے اپنے اموال و نفوس کی قربانی کرتے ہوئے اسلام احمدیت کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانا مقصود ہے۔

سب سے پہلے مکرم منصور احمد ناصر صاحب پرنسپل شاہ تاج احمدیہ ہائی سکول اسٹیج پر تشریف لائے۔ آپ نے قرآنی آیات کی روشنی میں انفاق فی سبیل اللہ کی برکات پر روشنی ڈالی۔ آپ نے اپنی تقریر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خداداد فہم و فراست کا بھی ذکر کیا کہ کس طرح اس بابرکت تحریک کا ہر ایک مطالبہ آپ نے قرآن کریم سے اخذ کیا اور ایک جامع منصوبہ بندی کے ساتھ اس سکیم کو احباب جماعت کے سامنے

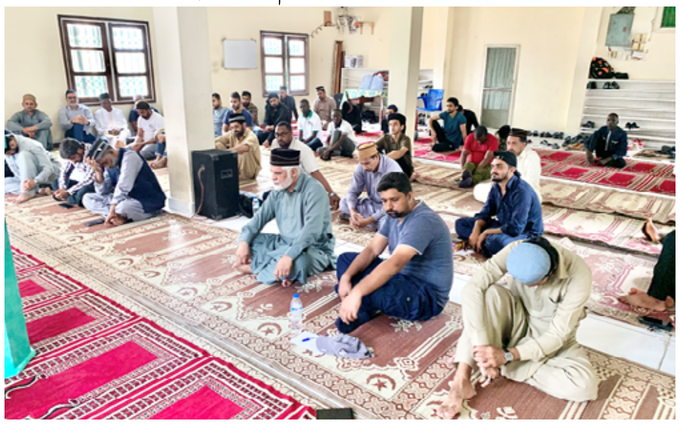

پیش کیا جو اپنے مخالفین کے مقابلہ میں عددی و مالی ہر دو لحاظ سے کمزور تھی لیکن احباب جماعت نے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز پر والہانہ لبیک کہتے ہوئے اپنے اموال اور نفوس کو اسلام احمدیت کے لئے پیش کیا جن کے ثمرات آج ہم دنیا بھر میں موجود مساجد و مشن ہاوسز کے قیام، دیگر تبلیغ اسلام اور خدمت انسانیت کے لئے کی جانے والی کاوشوں کی صورت میں دیکھ رہے ہیں۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذالك۔

ان کے بعد مکرم ناصر احمد کاہلوں صاحب مبلغ سلسلہ مونٹسیراڈو کاؤنٹی کو دعوت خطاب دی گئی۔ آپ نے اپنے خطاب میں کہا کہ انسانی مزاج تنوع پسند ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے کئی راستے ہیں ہر ایک اپنے اطمینان قلب کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ چن لیتا ہے ان میں سے ایک راستہ تحریک جدید کی مد میں چندہ ادا کرنا بھی ہے۔ مزید براں آپ نے دفتر اوّل کے مجاہدین کی قربانیوں کا ذکر کیا کہ تحریک جدید کے آغاز پر احباب جماعت کی ایک بڑی تعداد متمول نہیں تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی پرخلوص قربانیوں کو قبول فرمایا اور ان قربانیوں کی بدولت آج ان کی نسلیں دنیا کے طول و عرض میں پھیلی ہوئیں ہیں۔ ہمارے آباؤ اجداد نے تو قربانیاں کر کے اپنا فرض ادا کر دیا آج ہم نے اپنے جائزے لیتے ہوئے ان قربانیوں کے تسلسل کو جاری رکھنا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ایک مؤمن اس کی راہ میں خرچ کرنے سے لامتناہی اور ان گنت برکات و فیوض کا وارث بنتا ہے۔

سب سے آخر پر مکرم امیر و مشنری انچارج لائبیریا نے شرکاء سے خطاب کیا۔ اوّلاً آپ نے تحریک جدید کے آغاز کا تاریخی پس منظر بیان کیا کہ کس طرح مخالفین احمدیت ملک ہند کے چاروں اطراف جلسے جلوس منعقد کر رہے تھے۔ ان کے شعلہ بیان مقررین عوام الناس کے جذبات بھڑکانے اور قادیان اور جماعت احمدیہ کو نیست و نابود کرنے جیسے بودے دعوے کرنے میں مصروف تھے۔ مخالفین نے اپنی دھاک بٹھانے کے لئے ایک بڑا مظاہرہ مرکز احمدیت یعنی قادیان میں بھی کیا جہاں ان کے گنتی کے چند ممبرز موجود تھے۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ حضرت مصلح موعود رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں اس مبارک تحریک کا القاء فرماتا ہے۔ جس پر حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں احرار کے پاؤں تلے سے زمین نکلتے دیکھ رہا ہوں۔ آج ہم میں سے ہر ایک ان الفاظ کی صداقت کا ایک گواہ ہے۔ اس تحریک کے آغاز کے وقت ہندوستان سے باہر صرف گنتی کے چند ممالک میں احمدیہ مشنز قائم تھے لیکن آج اس بابرکت تحریک کی بدولت دوسو سے زائد ممالک میں شجر احمدیت پیوست ہے۔ الحمد للہ۔ محترم امیر صاحب نے ابتدائی مبلغین میں سے مکرم مولوی ظہور حسین صاحب بخارا اور مکرم مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب کے میدان عمل کے ایمان افروز واقعات کا بھی ذکر کیا کہ نامساعد حالات میں بھی انھوں نے اپنی تبلیغی مساعی جاری رکھی۔

سامعین کو مخاطب کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ مصروفیات زندگی کی وجہ سے ہم میں سے اگر کوئی باقاعدہ میدان عمل میں جاکر تبلیغ کی سعادت حاصل نہیں کر پاتا تو اسے یہ ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ اس بابرکت تحریک میں چندہ کی ادائیگی کے ذریعہ سے وہ اسلام احمدیت اور خدمت انسانیت میں اپنا حصہ ڈال سکتا ہے کیونکہ یہ چندہ انہی نیک مقاصد پر خرچ ہوتا ہے۔ اگر لائبیریا کے کسی دور دراز مقام پر جماعت کا قیام ہوتا ہے یا مسجد تعمیر کی جاتی ہے تو اس میں آپ کا بھی حصہ ہے لیکن خلوص نیت کے ساتھ اس بابرکت تحریک کی مد میں مالی قربانی کرنا شرط ہے۔

سیمینار کے اختتام پر مکرم امیر صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت کے مطابق عہد صد سالہ خلافت جوبلی دوہرایا اور اجتماعی دعا سے سیمینار اختتام پذیر ہوا۔ سیمینار کا دورانیہ ڈیڑھ گھنٹہ پر محیط رہا۔ معاً بعد احباب جماعت نے ایک نئے جوش و ولولہ کے ساتھ چندہ تحریک جدید کی اضافی ادائیگی کے لئے وعدہ جات بھی لکھوائے۔ نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد تمام شرکاء کی خدمت میں کھانا بھی پیش کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ تمام چندہ دہندگان تحریک جدید کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت عطا کرتا چلائے۔ آمین

بقیہ: معلمینِ وقف جدید کے لئے مشعلِ راہ...از صفحہ 9

جدید کا آغاز فرمایا تا کہ وہ کام جو صوفیائے امت نے اپنے اپنے زمانہ میں انفرادی حیثیت سے کیا تھا اس کو اجتماعی حیثیت میں آگے بڑھایا جائے۔

چنانچہ وقف جدید کے آغاز کی بنیادی وجہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت خلیفہ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں۔

جب حضورؓ نے دیکھا کہ جماعت نے تعلیم و تربیت اور اشاعت کے ضمن میں اپنے فرض پورے طور پر انجام نہیں دیا ہے تو حضورؓ نے اس خیال کے پیش نظر کہ اگر میں پردہ پوشی کروں گا تو خدا بھی پردہ پوشی سے کام لے گا۔ جماعت کو اس کی غفلت پر تنبیہ کرنے کی بجائے ’’وقف جدید‘‘ کے نام سے ایک نئی تحریک چلادی۔

(خطبات وقف جدید صفحہ نمبر 95)

جس طرح قرون اولیٰ میں صوفیا نے ہندوستان میں تبلیغ کی اور تعلیم و تربیت میں سعی کی اور ہندوستان کا نقشہ ہی بدل کر رکھ دیا تھا اور روحانی ویرانی کو بدل دیا تھا اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ نے الٰہی منشاء کے مطابق جب اس تحریک کا آغاز فرمایا تو جماعت کے نوجوانوں کے سامنے تین صوفیا کو بطور نمونہ پیش کرتے ہوئے فرمایا:

’’چنانچہ میں چاہتا ہوں کہ اگر کچھ نوجوان ایسے ہوں جن کے دلوں میں یہ خواہش ہو کہ وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی صاحب اور شہاب الدین سہروردیؒ صاحب کے نقشِ قدم پر چلیں تو جس طرح جماعت کے نوجوان اپنی زندگیاں تحریک جدید کے تحت وقف کرتے ہیں۔ وہ اپنی زندگیاں براہ راست میرے سامنے وقف کریں تا کہ میں ان سے ایسے طریق پر کام لوں کہ وہ مسلمانوں کو تعلیم دینے کا کام کرسکیں۔ وہ مجھ سے ہدایتیں لیتے جائیں اور اس ملک میں کام کرتے جائیں۔ ہمارا ملک آبادی کے لحاظ سے ویران نہیں لیکن روحانیت کے لحاظ سے بہت ویران ہو چکا ہے، اور آج بھی اس میں چشتوں کی ضرورت ہے سہروردیوں کی ضرورت ہے اور نقشبندیوں کی ضرورت ہے۔ اگر یہ لوگ آگے نا آئے اور حضرت معین الدین چشتیؒ حضرت شہاب الدین سہروردیؒ اور حضرت فرید الدین شکر گنجؒ جیسے لوگ پیدا نا ہوئے تو یہ ملک روحانیت کے لحاظ سے اور بھی ویران ہو جائے گا بلکہ یہ اس سے بھی زیادہ ویران ہو جائے گا جتنا کہ مکہ مکرمہ کسی زمانہ میں آبادی کے لحاظ سے ویران تھا۔‘‘

(خطبات وقف جدید صفحہ نمبر 4)

(باقی ان شاء اللہ آئندہ، بدھ)

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

بقیہ: تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جا سکتا ہے..از صفحہ 11

انڈیا پوسٹ نے اپنی اشاعت 10 جون 2011ء میں صفحہ 18 پر 4 تصاویر کے ساتھ ہمارے ’’خلافت ڈے‘‘ کے پروگرام کی خبر شائع کی ہے۔ ایک تصویر میں مکرم عبدالرحیم صاحب جبس (امریکن احمدی) تقریر کر رہے ہیں۔ ایک تصویر میں ایک نوجوان تقریر کر رہے ہیں ایک تصویر سامعین کی ہے اور ایک تصویر خاکسار کی تقریر کرتے ہوئے۔

خبر کا متن یہ ہے۔ جنوبی کیلی فورنیا میں احمدیہ مسلم جماعت کے افراد مسجد بیت الحمید میں اکٹھے ہو کر اپنا خلافت ڈے منا رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ میں گذشتہ 103 سال سے خلافت احمدیہ جاری ہے۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مختلف مقررین نے ’’خلافت‘‘ کے زیرعنوان تقاریر کیں جس میں خلافت کی ضرورت، خلافت کے ذریعہ اتحاد، خلافت کامیابی کا ذریعہ، اختتامی تقریر امام شمشاد ناصر نے کی۔ جماعت احمدیہ جس میں یہ نظام خلافت جاری ہے۔ دنیا کے 190 ممالک میں ’’خلافت ڈے‘‘ مناتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے موجودہ امام حضرت مرزا مسرور احمد ہیں جو ان کے پانچویں خلیفہ ہیں۔ آپ اپریل 2003ء میں خلیفہ بنے تھے۔ آپ سے پہلے حضرت مرزا طاہر احمد خلیفہ تھے جو 1982-2003ء تک خلیفہ رہے۔

اخبار لکھتا ہے کہ آج کل ’’خلیفہ‘‘ کا لفظ غیر مسلم دنیا کو بہت پریشان کر رہا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض سیاسی گروہ اس لفظ سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اسلام اور خلافت کی شکل بگاڑ کر پیش کی ہے۔ اسلام تو جبر کی تعلیم بالکل نہیں دیتا۔

جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے کہ ان کے بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام وہ مسیح موعود ہیں جن کے آنے کی خبر پہلے سے الہامی کتب میں موجود ہے۔ ان کا ایک ٹائیٹل امام مہدی کا بھی ہے۔ ان کی وفات پر جماعت کے پہلے خلیفہ (حضرت) حکیم مولانا نورالدین (رضی اللہ عنہ) منتخب ہوئے اور اس وقت سے لے کر اب تک جماعت میں خلافت کا نظام رائج ہے۔ یہ جماعت انڈیا سے شروع ہوئی اور اس جماعت کی بنیاد 1889ء میں 40 لوگوں کی شمولیت سے رکھی گئی اور آج جماعت احمدیہ دنیا کے 198 ممالک میں ہے۔

امام شمشاد ناصر نے پروگرام کے آخر میں تقریر میں کہا کہ یہ روحانی نظام جس کا وعدہ خدا تعالیٰ نے کیا ہے خلافت کی صورت میں جماعت احمدیہ میں رائج ہے۔ خلافت کی وجہ سے جماعت احمدیہ ہر جگہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ترقی کر رہی ہے اور مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جا رہی ہے۔ باوجود اس کے کہ جماعت احمدیہ کا بعض مسلمان فرقوں سے اختلاف ہے۔

اخبار نے لکھا کہ احمدیوں کے ساتھ امتیازی سلوک بھی ہوتا دیکھا جاتا ہے اور گذشتہ سال مئی کے مہینہ میں جماعت احمدیہ کی دو بڑی مساجد جو لاہور پاکستان میں واقع ہیں ان پر جمعہ کے دن گرنیڈ سے حملہ کیا جس میں 86 سے زائد احمدی احباب موقع پر ہی مارے گئے اور ایک سو سے زائد اشخاص زخمی بھی ہوئے۔

پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 10 جون 2011ء میں صفحہ 13 پر خاکسار کا مضمون بعنوان ’’لغو اور فالتو کاموں سے پرہیز‘‘ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ مضمون کا خلاصہ اس سے قبل دوسرے اخبار کے حوالہ سے دیا جا چکا ہے۔

الاخبار نے اپنی اشاعت 16 جون 2011ء میں صفحہ 16 پر عربی سیکشن میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک خطبہ جمعہ کا خلاصہ بعنوان ’’نماز، دعا اور اللہ تعالیٰ سے تعلق‘‘ پر شائع کیا۔ یہ خطبہ اس سے قبل الانتشار العربی کے حوالہ سے پہلے گذر چکا ہے۔

نیو یارک عوام نے اپنی اشاعت 17 تا 23 جون 2011ء میں صفحہ 12 پر خاکسار کا ایک مضمون بعنوان ’’اسلام سے نہ بھاگو راہ ہدیٰ یہی ہے‘‘ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔

اس مضمون کی ابتداء میں لکھا گیا ہے کہ اس مضمون میں گزشتہ ہفتہ کی دو خبروں پر تبصرہ کرنا اور صحیح حقیقت سے روشناس کرانا ہے۔

روزنامہ امت کراچی کی 28 مئی کی ایک خبر بعنوان ’’قادیانیوں سے متعلق بند کمرہ اجلاس کی کارروائی 36 برس بعد منظر عام پر لانے کا فیصلہ۔‘‘ بعض اور اخبارات میں بھی یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ ہم اس بات پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں کہ چلو 36 سال بعد ہی منظر عام پر تو لائیں۔ لیکن ہمیں خطرہ ہے کہ اتنے عرصہ میں منظر عام پر لاتے ہوئے خدانہ کرے اس کو ایڈٹ کر کے اور ردوبدل کر کے نہ پیش کیا جائے۔ کیوں کہ ہم نے ایسے ہوتا دیکھا ہے جو لوگ 1974ء کی قومی اسمبلی کی کارروائی میں موجود نہ تھے انہوں نے قومی اسمبلی کی کارروائی کے عنوان سے خود ہی باتیں گھڑی تھیں اور پھر کتابی صورت میں شائع کر کے عوام کو دھوکہ بھی دیا تھا گویا یہ وہی کارروائی ہے جو اسمبلی میں ہوئی تھی۔

ایک سبق آموز بات

آئینہ

کسی کو نصیحت کرتے وقت اُن تمام اُصولوں کو مدّنظر رکھنا چاہئے جو قرآن اور احادیث میں بیان ہوئے ہیں اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ اندازِ نصیحت نہایت دھیما اور پیارا ہونا چاہئے۔ اتنا سخت نہ ہو کہ بھائی کا دل ہی ٹوٹ جائے۔ کیونکہ آئینہ بہت نازک ہوتا ہے، ذرا سی ٹھوکر سے وہ کرچی کرچی ہو جاتا ہے اسی طرح ہمیں بھی نصیحت کرتے وقت اگلے بھائی کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھنا چاہئے۔

(اداریہ: آئینہ جھوٹ بولتا ہی نہیں، الفضل آن لائن لندن 21 فروری 2020ء)

(مرسلہ: ذیشان محمود۔ سیرالیون)

طلوع وغروب آفتاب

26/اکتوبر2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:04	17:48
مدینہ منورہ	05:06	17:46
قادیان	05:18	17:45
ربوہ	04:58	17:25
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:16	17:48

فقہی کارنر

عورتوں کے لئے جمعہ کا استثناء

ایک صاحب نے (حضرت مسیح موعودؑ سے) عورتوں پر جمعہ کی فرضیت کا سوال کیا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ:

اس میں تعامل کو دیکھ لیا جاوے اور جو امرسنّت اور حدیث سے ثابت ہے۔ اس سے زیادہ ہم اس کی تفسیر کیا کر سکتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے عورتوں کو جب مستثنیٰ کر دیا ہے تو پھر یہ حکم صرف مردوں کے لئے ہی رہا۔

(البدر 11 ستمبر 1903ء صفحہ 366)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)